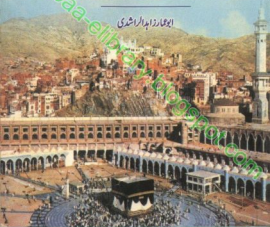


خُطْبَةُ حِجَّةِ الْوَدَاعِ

اسلامی تعلیمات کا عالمی منہج

ابوعمار زاہد الراشدی



toobaa-elibrary.blogspot.com

اشرفیہ اکاڈمی

Memories of the Prophet

خطبہ حجتہ الوداع

اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور

از:

مولانا ابوعمار الزہد الرشیدی

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

خطبہ جمعہ الوداع
اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور

ابوعمار زہد الراشدی

الشریعہ اکادمی

جملہ حقوق محفوظ

(سلسلہ مطبوعات: ۱۰۰)

کتاب: خطبہ جیزہ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور
مقرر: ایم اے زاہد ابراہیم راشدی
مترجم: ناصر الدین خان ناصر
ناشر: انشیرین اکاڈمی، ایم اے بی، کانوٹی، بنگلہ، لاہور، گوجرانوالہ
فون: 055-4271741 / 4000394
اکتوبر ۲۰۰۷ء
ایم اے بی: ۲۰ روپے

aknasir2003@yahoo.com

- ۱۔ خطبہ جیزہ الوداع کی روایات
۲۔ خطبہ جیزہ الوداع کے موضوع پر سلسلہ محاضرات
۳۔ جیزہ الوداع کی حقیقی تہنیتی
۴۔ جیزہ الوداع کے خطبات
۵۔ عربین کی تہذیب کا تاریخی اطلال
۶۔ عربی تہذیب کا خاکہ
۷۔ مغرب کی روشن خیالی اور اسلام
۸۔ چاروں طرف دنیا کی طرف
۹۔ سوسائٹی کی خواہشات و آسمانی تعلیمات
۱۰۔ آسمانی تعلیمات کس کے پاس ہیں؟
۱۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت مبارکہ
۱۲۔ مغرب کی ایک فضول خواہش
۱۳۔ آسمانی مذاہب کی عملی صورتیں
۱۴۔ فتنہ نبوت کا اطلال
۱۵۔ نسلی اور مالیاتی خاکہ کا خاکہ

تہذیب

toobaa-elibrary.blogspot.com

۷۳	عالمی علم کا ادب و احرام
۷۶	انتظام و انتظام کی تاریخی و سماجی فائز
۷۸	سوانح کا فائز
۷۹	حاکم و انوں کی شریعتیں
۸۱	شیطان کا مورچہ
۸۲	جان و مال کی حرمت
۸۳	قیامت کے دن کی معاشی
۸۵	سومانی کے کرد و رفتوں کے بارے میں وصیت
۸۵	تقیوں کی حالت زار
۸۷	چارے زادہ و بیاض
۸۸	وراثت کے احکام
۹۰	عورت کی منظریت
۹۱	مغرب میں عورت کے ساتھ دھوکہ
۹۳	عورت کا رائے کا حق
۹۶	سائنس اور تعلیم کے حقوق
۹۷	دین کی بات و مردوں تک پہنچنا
۹۹	سندھ کے رشتوں کا فائز
۱۰۳	جنگ یا عہد کے لیے عورتوں کا حق
۱۰۳	رشتوں کے تاریخی و سماجی
۱۰۵	تعلیم اور سماج میں عورت کا فائز
۱۰۷	عالم کا فائز
۱۰۸	تجربہ کا گناہ
۱۰۹	اسلام و ایمان کا روحانی مفہم
۱۱۱	صوفی کے کرام کا فائز

۱۱۲	اساتذہ کا اخلاقی بحران
۱۱۳	جنگ کے ساتھ عہد کی سیاست
۱۱۶	قریش کی اقتصادی وادیت کا فائز
۱۱۸	لکھنؤ کی عالمی رسم
۱۱۸	اسلام کا نظام سیاست
۱۲۰	اسلامی راستہ میں رائے و مذاکرہ
۱۲۱	عقائد و فرائض کا فائز
۱۲۲	سج و جہاں کا فائز
۱۲۳	حضرت عذیرہ کا فائز
۱۲۵	قرآن و سنت کے ساتھ بے لگب و بھگی
۱۲۷	انسانی حقوق کا پہلا عالمی منشور

خطبہ بیہودہ اربع اسلامی تعلیمات کا جامع مکتبہ مشرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش کش
مکتبہ

الحمد لله رب العالمين و نصلی و تسلم علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ
و اصحابہ و اتبعہم اجمعین۔

۱۔ سرسبز و اعظم گوہر انوار کی سالانہ تعلیمات میں امریکہ جانے کا موقع ملتا ہے تو دارالہدیٰ
پرنٹنگ ایڈ اور چینیا (واشنگٹن) میں حاضری ہو جاتی ہے اور میرا زیادہ تر قیام وہاں رہتا ہے۔ دارالہدیٰ
کے سربراہ مولانا عبدالحمید امجد حضرت مولانا حافظ کلام حبیب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تعلقاء میں سے
ہیں اور باذوق بزرگ ہیں۔ میری حاضری کی حدیث نبویؐ کے کسی موضوع پر مسلسل پچھڑ کا پوچھ کر سام
لیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ دارالہدیٰ کے انارزبوں کا ذوق و شوق دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوتی ہے۔
ایک سال جناب امی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے حوالے سے مختلف معائنات پر لکھو ہوئی
ایک سال شہن اشچہ کی کتاب السنۃ کا درس کئی روز تک چلتا رہا، دوسرے سال مسلم شریعت کی کتاب
الفتن کا درس ہوا تیسرے سال بخاری شریعت کی کتابیات کے درس کی فرمائش پوری کی گئی۔ اور اس
سال مشہور ہوا کہ جناب امی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ بیہودہ اربع کے حوالے سے لکھو ہو۔ چنانچہ ۳
جولائی سے ۵ جولائی تک مسلسل پانچ روز تک خطبہ بیہودہ اربع کے مختلف پہلوؤں پر لکھو ہوئی رہی جو
روزانہ نماز مغرب کے بعد ہوتی تھی اور کمرہ پیش ایک مختصر چھاپری راقی تھی۔ باذوق احباب کی خاصی تعداد
اس میں شریک رہی۔

مجھے چھوٹے بچے ہمارے والدین ہمارے سونے جو گزشتہ چند سالوں سے امریکہ میں قیام پزیر رہے
اس لکھو کو آواز دیا کہ آج کی تقریر پر کیا جس پر امی کی طرف سے یہ ارادہ ہوا کہ انچھڑ کو خطبہ
بیہودہ اربع کے مختصر متن کے ساتھ ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ اس وقت زوارا کی بلی

کثیر کراچی کے چرچہ و شہساز "السر" ماہی کے مئی ۲۰۰۳ء کے شمارہ میں شائع ہونے والے خطبہ حجۃ الوداع کا متن میرے سامنے تھا جو کراچی کے فقہ حنفی کے شہساز اسلامی تاریخ کے سابق صدر پروفیسر ڈاکٹر لکھنوی نے بی بی سنت کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ اسی دوران دارالہدیٰ کی لائبریری میں مجلس اساتذہ قبل انشورس کا ڈسٹین کراچی کا شائع کردہ ایک کتابچہ نظر سے گزرا جس میں خطبہ حجۃ الوداع کا متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے وہ بھی میں نے سامنے دکھایا جبکہ عزیز ماسر خان صدر نے تجویز دی کہ حدیث اور بیروت کی دیگر موجود کتابوں کو بھی دیکھ لیا جائے تاکہ اس حال سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ سے زیادہ روایات کو جمع کیا جاسکے۔ چنانچہ دارالہدیٰ کی لائبریری میں موجود کتابیں یہ ایک نظر ڈالی اور اس نتیجہ پر سوچو صحاح ستہ اور تاریخ کی چند کتابیں بھی دیکھیں اور "خطبہ حجۃ الوداع" کے حوالے سے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روایات کا ایک مجموعہ مرتب کر لیا۔

گوہر انوالہ ابھی یہ سوچو میں نے اپنے بڑے بیٹے حافظہ محمد عارف خان ناصر سلمہ کے سپرد کیا تھا جس نے محنت کر کے اس پر حواشی جمعے مواد کا اضافہ کر دیا اس کی کڑج کی اور اسے از سر مرتب کر کے زیادہ جامع اور مفید شکل دے دی جسے اگر چاہ بھی عمل تو نہیں کیا جاسکتا لیکن "خطبہ حجۃ الوداع" کے اب تک شائع ہونے والے عنوان اور مجموعوں میں میری معلومات کی حد تک یہ اضافہ قابلِ قبول زیادہ جامع اور باحوالہ ہے۔ اس طرح اس کتاب میں فقیہی کیا جائے والا متن مزید جامع اور غور خان ناصر سلمہ کا مرتب کردہ ہے اس کے مختلف پہلوؤں پر دارالہدیٰ کی ایمر گاہ نے غور کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ میری فقیہی کی جانے والی ضروریات میں ہیں اور ابھی حدیث میں اس کی اشاعت کے لیے تحریک کرنے کی خدمت میرے ہونے والے ہوتے حافظہ محمد عارف خان ناصر سلمہ نے سر انجام دی ہے۔ ہم جنہاں اپنے لیے سعادت دارین کا کام کرتے ہوئے فارغ ہیں کہ خدمت میں فقیہی کر رہے ہیں اور ہمارے دینی میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس چھوٹی سی خدمت کو قبول کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے نفع بخشیں اور ہم سب کو اس کی برکات و ثمرات سے مددوں پہنچائیں اور ہم سب کو

ابوالقاسم زکریا راسخری

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۳ء

خطبہ حجۃ الوداع کی روایات

مکتبہ کڑج ترجمہ:

محمد عارف خان ناصر

خطبہ حجۃ الوداع کی روایات

[نوٹ: روایات کا کتابہ اکثر شیخ درخان علی دہلوی راج کی مدد سے کی گئی ہے:

۱۔ مسند احمد (مکتب القد) مشترکہ ایما راج الاسلامیہ الدادیہ والا صدارا ثانی

۲۔ السنن الاربعہ للشیخ ابی یزید مرکز التراث لا بیعات الحاسب آلی والا صدار 1.5]

پہم عرفہ (۹ ذی الحجہ) سے متعلق روایات

ثم عبد الله ابن عمر رضي الله عنه: غدا رسول الله صلى الله عليه وسلم من منى حين صلى الصبح صبيحة يوم عرفة حتى اتي عرفة فنزل بمنعة وهي منزل لامام الذي ينزل به بعرفة حتى اذا كان عند صلاة الظهر راح رسول الله صلى الله عليه وسلم مهجرا فجمع بين الظهر والعصر ثم خطب الناس -

(بخاری، ۱۹۳۳)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کو صبح کی نماز ادا کر لی تو آپ صبحی سے روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میدان عرقات میں پہنچ گئے۔ آپ نے نعرہ کے مقام پر چلاؤ والا جو عرفہ میں امام کے قیام کرنے کی جگہ ہے۔ جب تکبیر کی نماز کا وقت ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے ذرا چلے کر روانہ ہوئے تکبیر اور عصر کی نماز اٹھی اور اکی اور پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔“

ثم خطب بن شريك رضي الله عنه: رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب

فلى حمل احمر بعرفة قبل الصلاة. (شأنی، ۲۹۵۷)

”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ عرفہ نماز سے قبل ایک سرخ لوث پر سوار تھے۔“

غیر مجوز ادوار کی روایات ————— ۱۳

ابو عبد اللہ یزید بن عبد اللہ بن خالد بن اسید: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يوم عرفه: اليوم الذي يعرف الناس فيه۔

(صحیح بخاری، ۹۶۰۱، سنن الدارقطنی، ۱۲۳/۱۵)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا کہ آج دن ہے جس میں لوگ عرفات میں ظہر کریں گے۔“

ابو یزید بن عبد اللہ بن خالد بن اسید: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو عرفه يقول: اليوم الذي يعرف الناس فيه لا اله الا هو والمشيئة وأولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم وأنا على ذلك من الشاهدين۔

(مسند احمد، ۱۵۳۷)

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں یہاں تک دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: لا اله الا هو والمشيئة وأولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم (الطحاوی کا یہی روایت ہے اور شیخ ابوالفتح علی کاشانی کے ساتھ کے ساتھ کوئی شخص اسے اضافہ پر قائم ہے۔ اس کے ساتھ کوئی شخص۔ وہ غالب اور سخت والا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔“

ابو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب رفات فلما قال ليبت اللهم ليبت قال انما الحبر خبير الآخره۔

(صحیح بخاری، ۸۸۱۶)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ کیا۔ جب آپ لیبت اللهم لیبت کہہ چکے تو فرمایا کہ اصل بھلائی تو آخرت کی ہے۔“

ابو عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما: بما ابها الناس خذوا مناسككم فاني لا رى لعلی غیر حاج بعد عامی هذا۔ (طحاوی، المعجم، ۱۵۲۷)

ابو خالد بن عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ: رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحطب الناس يوم عرفه على بعير قائم في الركاكين۔ (ابو داؤد، ۱۲۳۸)

”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ عرفہ نماز کے وقت اس کی دونوں رکیاں میں پاؤں جما کر کھڑے تھے اور خطبہ دے رہے تھے۔“

ابو عبد اللہ بن عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہما: قال كسان ربيعة بن أمية بن خلف السحدمحي هو الذي يصرخ يوم عرفه تحت لبة ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اصرخ في كان صبرا۔ (معجم الطحاوی، ۳۰۶۰)

”ابو ذر غفاری نے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی کچھ باتیں کہیں کہ آپ نے کھڑے ہو کر کہا کہ (کیا تم نے) آواز نہ سنا ہے۔ ان کی آواز نہ سنی تھی۔ آپ نے ان سے کہا کہ اگر کوئی آواز نہ سنے (یہ کلمات) کہو (جو میں کہہ رہا ہوں)۔“

ابو یقول له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابها الناس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا اله الا هو والمشيئة وأولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم۔ (ابو داؤد، ۱۵۲۷)

”آپ یہ تیسرے کچھ کہیں: لا اله الا هو والمشيئة وأولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم۔“

(ابن عباس رضی اللہ عنہما، سنن ابوالفتح علی کاشانی، ۱۲۳/۱۵)

ابو یقول له رسول الله صلى الله عليه وسلم: خطب يوم عرفه فقال هذا يوم الحج الاكبر۔

(صحیح بخاری، ۹۶۰۱)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے روز خطبہ ارشاد فرمایا کہ یہ آج اکبر کا دن ہے۔“

[ابو داؤد، منہاج، ۱۵۳۲۸]

”اے لوگو! کج کے ساتھ نہ بیٹھو، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس سال کے بعد مجھے حج کرنے کا موقع ملے گا۔“

﴿مسور بن حرز رضی اللہ عنہ﴾: [عطينا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد

فحمد اللہ وانشی علیہ ثم قال اما بعد] ان اهل المعاصیة كانوا ينفعون

عرفة حين تكون الشمس كانتا عمائم الرجال في وجوههم قبل

تغرب ومن المزدلفة بعد ان تطلع الشمس حين تكون كانتا عمائم

الرجال في وجوههم وانا لا نلضع من عرفة حتى تغرب الشمس ونلضع من

المزدلفة قبل ان تطلع الشمس هدینا مخالف لہدی اهل الاوثان والشرك

(مسند ابی حنیفہ ۳: ۳۹۸، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۰۲)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں میدان عرفات میں فہم جہاد کی ہدایت کی کہ

کے بعد لڑنا یا کابل جائز ہے عرسے عرسے کرب ہوئے سے کل یہ وقت وہاں

تھے جب سورج اس طرح نمایاں ہوتا جیسے مردوں (کے سر) پر ان کی ہڈیاں ہوتی ہیں اور

عرسے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اس وقت وہاں شوہر تھے جب سورج طلوع ہو

کر اس طرح نمایاں ہو چکا ہوتا جیسے مردوں (کے سر) پر ان کی ہڈیاں ہوتی ہیں، لیکن ہم

عرسے اس وقت تک وہاں نہیں رہے کہ جب تک سورج غروب نہ ہو جائے اور عرسے

سورج کے طلوع ہونے سے کل یہ وقت وہاں گئے۔ بعد ازاں عرسے پر دشمن اور اہل شرک

کے لڑنے کے خلاف رہے۔“

عاقبت فرمایا ہے اور کہا ہے: گناہ گار نہ بنے ہیں، مگر ان شکوکہ کے لئے کہ آئیں جس

ایک دوسرے کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تم میں سے ظالم کاروں کو کم میں سے نکال دے گا اور ان کے خلاف

کر دیا ہے اور لڑنے والوں نے جو ناکام ہوئے ان کا اجر ہے۔ اللہ کا نام لے کر روانہ ہو

جائے۔“

﴿امام حسین رضی اللہ عنہ﴾: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات بعطبت

عرفة حين تكون الشمس كانتا عمائم الرجال في وجوههم قبل

تغرب ومن المزدلفة بعد ان تطلع الشمس حين تكون كانتا عمائم

الرجال في وجوههم وانا لا نلضع من عرفة حتى تغرب الشمس ونلضع من

المزدلفة قبل ان تطلع الشمس هدینا مخالف لہدی اهل الاوثان والشرك

(مسند ابی حنیفہ ۳: ۳۹۸، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۰۲)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں میدان عرفات میں فہم جہاد کی ہدایت کی کہ

کے بعد لڑنا یا کابل جائز ہے عرسے عرسے کرب ہوئے سے کل یہ وقت وہاں

تھے جب سورج اس طرح نمایاں ہوتا جیسے مردوں (کے سر) پر ان کی ہڈیاں ہوتی ہیں اور

عرسے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اس وقت وہاں شوہر تھے جب سورج طلوع ہو

کر اس طرح نمایاں ہو چکا ہوتا جیسے مردوں (کے سر) پر ان کی ہڈیاں ہوتی ہیں، لیکن ہم

عرسے اس وقت تک وہاں نہیں رہے کہ جب تک سورج غروب نہ ہو جائے اور عرسے

سورج کے طلوع ہونے سے کل یہ وقت وہاں گئے۔ بعد ازاں عرسے پر دشمن اور اہل شرک

کے لڑنے کے خلاف رہے۔“

﴿عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما﴾: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلا ام الفضل رضی اللہ عنہا: انہم شکوا فی صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم

عرفة ایہذا الناس ان اللہ تطول علیکم فی هذا یوم فیغفر لکم الا التباغرة فارسلت الیہ یلمن فغضب و هو یحطب الناس عرفة علی بعیرہ۔

(مسند امام احمد ۳: ۳۵۶، مسند ابی حنیفہ ص ۲۰۲، ۵: ۲۹۸)

”لوگوں کو عرفہ کے دن شک ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں انہم

اللہ تعالیٰ بسم اللہ۔ (صحیح عبدالرزاق ۸: ۸۸۳)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا کہ اے لوگو! آج کے دن اللہ تعالیٰ نے تم پر خاص

الفضل نے آپ کے لیے دو دھبہ لکھا جسے آپ نے نوش فرمایا جبکہ آپ اپنے اوٹ پر سر
میان حرقات میں لوگوں کو خشک سے رہے تھے۔

بنا مہینہ میں عبد اللہ رضی اللہ عنہ: نادی رجل وهو بسمی فقال یا رسول اللہ
کننا نعتز عترة فی الاحیاء فی رجب فما نلنا ما یا رسول اللہ قال اذہ
فی ای شهر ما کان وبروا اللہ عزوجل واطعموا قال ان کاننا نفرع فرعا
تأمرنا قال فی کل سائعة فرع تغذوه ماشیتک حتی اذا استحمل ذہ
وتصدقت بلحمہ۔ (نسائی، المستدرک، ۳۵۹)

”ایک شخص نے نبی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور کہا یا رسول اللہ! ہم چاہتے تھے
کہ تم نے رجب کے مہینے میں ایک یا دو قربان کیا کرتے تھے، یہیں آپ ہمیں کیا
دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس مہینے میں یاہر قربانی کرو اور اللہ کے ساتھ دعاؤں کا
اعمال کرو اور (قربانی کا گوشت) لوگوں کو کھلاؤ۔ اس نے کہا کہ ہم وہی کچھ پہلے پہلے کو بھی
ذبح کیا کرتے تھے تو آپ ہمیں کیا کھم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: (صرف اونٹنی میں
میں، بلکہ) ہر بچے والے جانور کے پہلے بچے کو (اللہ کے نام پر) ذبح کرنا درست ہے،
(پھر اسے پیڑا سے ہی ذبح نہ کرنا، بلکہ) تم اسے اس کی کور دھ پلاؤ گے، یہاں تک
کہ جب دوسری کھال پھانسیں گے تو تم اسے ذبح کرو اور اس کا گوشت صدقہ کرو۔“

بنا زید بن اسلم بن جریج بن ابی حمزہ: شہدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ
وسئل عن العقیقۃ فقال لا احب العقیق ومن ولد له ولد واحب ان یبدا
عہ فلیسک وسئل عن العترة فقال حق وسئل عن الفرع فقال حق ولیہ
هو ان یتجدہ غراۃ عن الغراء ولیکن تمکثہ من مالک حتی اذا کان بن لب
او بین مباحضی زحیرا یعنی ذبحتہ وذلك خیر من ان تکفائا لک و تو
ناقشک وتذبحہ بحتلط لحمہ بشعرہ۔ (نسائی، المستدرک، ۳۶۰)

”میں میدان حرقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ موجود تھا۔ آپ نے عقیقہ کے بارے

میں روایت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اس حق کو پہنچ نہیں کرتا جس کے بارے میں
روایات ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہتے تو کہیں گے آپ کے منیر و (رجب
میں کی جانے والی قربانی) کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ ہے۔ آپ نے فرما
(یعنی اونٹنی کے پہلے بچے کو ذبح کرنے کے بارے میں) پوچھا تو فرمایا کہ یہ بھی درست
ہے، لیکن اس کا طریقہ یہی کہ تم اسے (پیدا سے ہی) ذبح کرو جبکہ اس کی ماں کا دل اس
کے ساتھ بندھا رہے۔ (فرمایا کہ) بچے کی ماں میں سے کھلاؤ پلاؤ یہاں تک کہ جب وہ ایک سال
یا دو سال کا ہو جائے اور جب تک چاہتے تو بھرتا دن کرو۔ یا اس سے بچہ کے کھانپنے والے
کو (اس کی ماں یا باپ کو) بچے کی ہڈی کے غم میں لکھا کہ اگر وہ اس کو اپنے طرح ذبح کرے
تو کھانکھانہ اس کے والد یا اس میں پیچھے رہے ہوں۔“

بنا عاتق بن عمرو رضی اللہ عنہما: انہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
حجۃ الوداع وهو علی ناقۃ العضباء (وہو بسمی او بعرفات ویحیی
الاعراب فاذا راوا وجہه قالوا هذا وجہ مبارک) [وکان الحارث رجلا
جسیما ففزل الیہ الحارث فذنا منہ حتی حاذی وجہہ برکیۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاعوی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمسح وجہ
الحارث فما زال نضرة علی وجہ الحارث حتی هلك] فاتیہ من احد شقیہ
فقلت یا رسول اللہ بانی الت وامی استغفر لی فقال غفر اللہ لکم ثم اتیہ
من الشق الآخر ارجو ان یخصنی فذنہم فقلت یا رسول اللہ استغفر لی
فقال یدہ غفر اللہ لکم [فلعب یزق فقال یدہ فاحذ بہا بزاقہ فمسح بہ
نعلہ کرہ ان یصیب احدا ممن حولہ] فقال رجل من الناس یا رسول اللہ
العشار والفرع قال من شاء عتر ومن شاء لم یعتر ومن شاء فرع ومن شاء
لم یفرع، فی الغنم اضحیتہا وقبض اصابعہ الا واحدة [وفی رواۃ: وقال
باصبع کفہ یعنی فقبضہا کانه یعقد عشرۃ ثم عطف الایہام علی مفصل

دیکھا کہ آپ نے اپنی ایک انگلی دوسری انگلی پر رکھی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے چہرے پر چھما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائش پر انھوں نے کہا کہ آپ فرمائیے میں کس حالت پر اسے چھوئے نگاہوں سے دیکھ کر جو وہ لکھوں گے وہاں رکھ کر چھینے جائیں۔

☆ عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ: نحن بمعنى قال ففتحنا اسماعنا حتى ان كنا لنسمع ما يقول ونحن في منازلنا قال فطلق بعلمهم مناسكهم حتى بلغ الحمار فقال بحصى الحذف ووضع اصبعيه السابنتين احدهما على الاخرى۔ (ابن سعد، الطبقات، ۱/۱۸۵)

”میں کسی شے کے کھارے کی شکل میں ہوتی، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے ہم اپنے اپنے گھوڑوں میں بیٹھے اس کو نہ رہے۔ یہی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دیتے تھے، یہاں تک کہ جب آپ حرات تک پہنچے تو فرمایا کہ اسے مجھ سے نگاہوں سے دیکھ کر جو وہ لکھوں گے وہاں رکھ کر چھیننے جائیں۔ آپ نے انھوں نے لکھ کر جمع ہاتھ سے لیے۔“ (ابن سعد، الطبقات، ۱/۱۸۵)

☆ حماد بن عمار بن ابی اسحاق رضی اللہ عنہ: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع بعرفة واتاه اعرابي فاحد بطف، فاداه فساله اياه فاعطاه فعند ذلك حرمت المسألة وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المسألة لا تحل لغني ولا الذي يقره سوى الا الذي فقر متفق او غرم مقطوع ومن سال الناس ليشترى ماله كان خموشا في وجهه يوم القيامة ورضا بما كاله من جهنم فمن شاء فليقل ومن شاء فليكثر۔ (ابن عساکر، ۱/۱۵۰)

”میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرق میں غسل کر کے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر دیا۔ اس موقع پر سوال کرنے ممنوع قرار دیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرنے کی بات دار کے لیے حلال ہے اور کسی کو نہ اور نہ رحمت اللہ علیہ کے لیے۔ ہاں شرع پر غلبہ زدہ

قرض کے بھاری بوجھ تلواروں میں رکھتا ہے۔ اور چرخہ یا چاقو یا تلوار کے لیے لوگوں سے سوال کرے گا اس کا جتنا قیاس کے اندر اس کے لیے ہے وہ اس کی صورت میں لیا جائے گا اور اسے جہنم کے گمراہ گروہ میں سے ہے۔ ہونے کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کو سوال کر کے اور چھوڑ دینا چاہیے۔“

یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) سے متعلق روایات

☆ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ: رآني صلى الله عليه وسلم يحط بالناس على عمار الشباه وعلى يهر عنه يوم النحر حتى ارتفع الغضي بمعنى۔ (ترمذی، باسن الکبریٰ، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰، ۳۱۱۱، ۳۱۱۲، ۳۱۱۳، ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۳۱۱۸، ۳۱۱۹، ۳۱۲۰، ۳۱۲۱، ۳۱۲۲، ۳۱۲۳، ۳۱۲۴، ۳۱۲۵، ۳۱۲۶، ۳۱۲۷، ۳۱۲۸، ۳۱۲۹، ۳۱۳۰، ۳۱۳۱، ۳۱۳۲، ۳۱۳۳، ۳۱۳۴، ۳۱۳۵، ۳۱۳۶، ۳۱۳۷، ۳۱۳۸، ۳۱۳۹، ۳۱۴۰، ۳۱۴۱، ۳۱۴۲، ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۹، ۳۱۵۰، ۳۱۵۱، ۳۱۵۲، ۳۱۵۳، ۳۱۵۴، ۳۱۵۵، ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸، ۳۱۵۹، ۳۱۶۰، ۳۱۶۱، ۳۱۶۲، ۳۱۶۳، ۳۱۶۴، ۳۱۶۵، ۳۱۶۶، ۳۱۶۷، ۳۱۶۸، ۳۱۶۹، ۳۱۷۰، ۳۱۷۱، ۳۱۷۲، ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۳۱۸۳، ۳۱۸۴، ۳۱۸۵، ۳۱۸۶، ۳۱۸۷، ۳۱۸۸، ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۳۱۹۲، ۳۱۹۳، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۳۱۹۶، ۳۱۹۷، ۳۱۹۸، ۳۱۹۹، ۳۲۰۰، ۳۲۰۱، ۳۲۰۲، ۳۲۰۳، ۳۲۰۴، ۳۲۰۵، ۳۲۰۶، ۳۲۰۷، ۳۲۰۸، ۳۲۰۹، ۳۲۱۰، ۳۲۱۱، ۳۲۱۲، ۳۲۱۳، ۳۲۱۴، ۳۲۱۵، ۳۲۱۶، ۳۲۱۷، ۳۲۱۸، ۳۲۱۹، ۳۲۲۰، ۳۲۲۱، ۳۲۲۲، ۳۲۲۳، ۳۲۲۴، ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۲۲۷، ۳۲۲۸، ۳۲۲۹، ۳۲۳۰، ۳۲۳۱، ۳۲۳۲، ۳۲۳۳، ۳۲۳۴، ۳۲۳۵، ۳۲۳۶، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸، ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، ۳۲۴۱، ۳۲۴۲، ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷، ۳۲۴۸، ۳۲۴۹، ۳۲۵۰، ۳۲۵۱، ۳۲۵۲، ۳۲۵۳، ۳۲۵۴، ۳۲۵۵، ۳۲۵۶، ۳۲۵۷، ۳۲۵۸، ۳۲۵۹، ۳۲۶۰، ۳۲۶۱، ۳۲۶۲، ۳۲۶۳، ۳۲۶۴، ۳۲۶۵، ۳۲۶۶، ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ۳۲۶۹، ۳۲۷۰، ۳۲۷۱، ۳۲۷۲، ۳۲۷۳، ۳۲۷۴، ۳۲۷۵، ۳۲۷۶، ۳۲۷۷، ۳۲۷۸، ۳۲۷۹، ۳۲۸۰، ۳۲۸۱، ۳۲۸۲، ۳۲۸۳، ۳۲۸۴، ۳۲۸۵، ۳۲۸۶، ۳۲۸۷، ۳۲۸۸، ۳۲۸۹، ۳۲۹۰، ۳۲۹۱، ۳۲۹۲، ۳۲۹۳، ۳۲۹۴، ۳۲۹۵، ۳۲۹۶، ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ۳۲۹۹، ۳۳۰۰، ۳۳۰۱، ۳۳۰۲، ۳۳۰۳، ۳۳۰۴، ۳۳۰۵، ۳۳۰۶، ۳۳۰۷، ۳۳۰۸، ۳۳۰۹، ۳۳۱۰، ۳۳۱۱، ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ۳۳۱۴، ۳۳۱۵، ۳۳۱۶، ۳۳۱۷، ۳۳۱۸، ۳۳۱۹، ۳۳۲۰، ۳۳۲۱، ۳۳۲۲، ۳۳۲۳، ۳۳۲۴، ۳۳۲۵، ۳۳۲۶، ۳۳۲۷، ۳۳۲۸، ۳۳۲۹، ۳۳۳۰، ۳۳۳۱، ۳۳۳۲، ۳۳۳۳، ۳۳۳۴، ۳۳۳۵، ۳۳۳۶، ۳۳۳۷، ۳۳۳۸، ۳۳۳۹، ۳۳۴۰، ۳۳۴۱، ۳۳۴۲، ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۵، ۳۳۴۶، ۳۳۴۷، ۳۳۴۸، ۳۳۴۹، ۳۳۵۰، ۳۳۵۱، ۳۳۵۲، ۳۳۵۳، ۳۳۵۴، ۳۳۵۵، ۳۳۵۶، ۳۳۵۷، ۳۳۵۸، ۳۳۵۹، ۳۳۶۰، ۳۳۶۱، ۳۳۶۲، ۳۳۶۳، ۳۳۶۴، ۳۳۶۵، ۳۳۶۶، ۳۳۶۷، ۳۳۶۸، ۳۳۶۹، ۳۳۷۰، ۳۳۷۱، ۳۳۷۲، ۳۳۷۳، ۳۳۷۴، ۳۳۷۵، ۳۳۷۶، ۳۳۷۷، ۳۳۷۸، ۳۳۷۹، ۳۳۸۰، ۳۳۸۱، ۳۳۸۲، ۳۳۸۳، ۳۳۸۴، ۳۳۸۵، ۳۳۸۶، ۳۳۸۷، ۳۳۸۸، ۳۳۸۹، ۳۳۹۰، ۳۳۹۱، ۳۳۹۲، ۳۳۹۳، ۳۳۹۴، ۳۳۹۵، ۳۳۹۶، ۳۳۹۷، ۳۳۹۸، ۳۳۹۹، ۳۴۰۰، ۳۴۰۱، ۳۴۰۲، ۳۴۰۳، ۳۴۰۴، ۳۴۰۵، ۳۴۰۶، ۳۴۰۷، ۳۴۰۸، ۳۴۰۹، ۳۴۱۰، ۳۴۱۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۳۴۱۷، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۳۴۲۱، ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۳۴۲۴، ۳۴۲۵، ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۳۰، ۳۴۳۱، ۳۴۳۲، ۳۴۳۳، ۳۴۳۴، ۳۴۳۵، ۳۴۳۶، ۳۴۳۷، ۳۴۳۸، ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، ۳۴۴۱، ۳۴۴۲، ۳۴۴۳، ۳۴۴۴، ۳۴۴۵، ۳۴۴۶، ۳۴۴۷، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹، ۳۴۵۰، ۳۴۵۱، ۳۴۵۲، ۳۴۵۳، ۳۴۵۴، ۳۴۵۵، ۳۴۵۶، ۳۴۵۷، ۳۴۵۸، ۳۴۵۹، ۳۴۶۰، ۳۴۶۱، ۳۴۶۲، ۳۴۶۳، ۳۴۶۴، ۳۴۶۵، ۳۴۶۶، ۳۴۶۷، ۳۴۶۸، ۳۴۶۹، ۳۴۷۰، ۳۴۷۱، ۳۴۷۲، ۳۴۷۳، ۳۴۷۴، ۳۴۷۵، ۳۴۷۶، ۳۴۷۷، ۳۴۷۸، ۳۴۷۹، ۳۴۸۰، ۳۴۸۱، ۳۴۸۲، ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۳۴۸۵، ۳۴۸۶، ۳۴۸۷، ۳۴۸۸، ۳۴۸۹، ۳۴۹۰، ۳۴۹۱، ۳۴۹۲، ۳۴۹۳، ۳۴۹۴، ۳۴۹۵، ۳۴۹۶، ۳۴۹۷، ۳۴۹۸، ۳۴۹۹، ۳۵۰۰، ۳۵۰۱، ۳۵۰۲، ۳۵۰۳، ۳۵۰۴، ۳۵۰۵، ۳۵۰۶، ۳۵۰۷، ۳۵۰۸، ۳۵۰۹، ۳۵۱۰، ۳۵۱۱، ۳۵۱۲، ۳۵۱۳، ۳۵۱۴، ۳۵۱۵، ۳۵۱۶، ۳۵۱۷، ۳۵۱۸، ۳۵۱۹، ۳۵۲۰، ۳۵۲۱، ۳۵۲۲، ۳۵۲۳، ۳۵۲۴، ۳۵۲۵، ۳۵۲۶، ۳۵۲۷، ۳۵۲۸، ۳۵۲۹، ۳۵۳۰، ۳۵۳۱، ۳۵۳۲، ۳۵۳۳، ۳۵۳۴، ۳۵۳۵، ۳۵۳۶، ۳۵۳۷، ۳۵۳۸، ۳۵۳۹، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۳۵۴۲، ۳۵۴۳، ۳۵۴۴، ۳۵۴۵، ۳۵۴۶، ۳۵۴۷، ۳۵۴۸، ۳۵۴۹، ۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۵۵۲، ۳۵۵۳، ۳۵۵۴، ۳۵۵۵، ۳۵۵۶، ۳۵۵۷، ۳۵۵۸، ۳۵۵۹، ۳۵۶۰، ۳۵۶۱، ۳۵۶۲، ۳۵۶۳، ۳۵۶۴، ۳۵۶۵، ۳۵۶۶، ۳۵۶۷، ۳۵۶۸، ۳۵۶۹، ۳۵۷۰، ۳۵۷۱، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵، ۳۵۷۶، ۳۵۷۷، ۳۵۷۸، ۳۵۷۹، ۳۵۸۰، ۳۵۸۱، ۳۵۸۲، ۳۵۸۳، ۳۵۸۴، ۳۵۸۵، ۳۵۸۶، ۳۵۸۷، ۳۵۸۸، ۳۵۸۹، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱، ۳۵۹۲، ۳۵۹۳، ۳۵۹۴، ۳۵۹۵، ۳۵۹۶، ۳۵۹۷، ۳۵۹۸، ۳۵۹۹، ۳۶۰۰، ۳۶۰۱، ۳۶۰۲، ۳۶۰۳، ۳۶۰۴، ۳۶۰۵، ۳۶۰۶، ۳۶۰۷، ۳۶۰۸، ۳۶۰۹، ۳۶۱۰، ۳۶۱۱، ۳۶۱۲، ۳۶۱۳، ۳۶۱۴، ۳۶۱۵، ۳۶۱۶، ۳۶۱۷، ۳۶۱۸، ۳۶۱۹، ۳۶۲۰، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۶۲۷، ۳۶۲۸، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱، ۳۶۳۲، ۳۶۳۳، ۳۶۳۴، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۳۶۳۷، ۳۶۳۸، ۳۶۳۹، ۳۶۴۰، ۳۶۴۱، ۳۶۴۲، ۳۶۴۳، ۳۶۴۴، ۳۶۴۵، ۳۶۴۶، ۳۶۴۷، ۳۶۴۸، ۳۶۴۹، ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، ۳۶۵۲، ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۳۶۵۸، ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ۳۶۶۱، ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ۳۶۶۷، ۳۶۶۸، ۳۶۶۹، ۳۶۷۰، ۳۶۷۱، ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، ۳۶۷۵، ۳۶۷۶، ۳۶۷۷، ۳۶۷۸، ۳۶۷۹، ۳۶۸۰، ۳۶۸۱، ۳۶۸۲، ۳۶۸۳، ۳۶۸۴، ۳۶۸۵، ۳۶۸۶، ۳۶۸۷، ۳۶۸۸، ۳۶۸۹، ۳۶۹۰، ۳۶۹۱، ۳۶۹۲، ۳۶۹۳، ۳۶۹۴، ۳۶۹۵، ۳۶۹۶، ۳۶۹۷، ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵، ۳۷۳۶، ۳۷۳۷، ۳۷۳۸، ۳۷۳۹، ۳۷۴۰، ۳۷۴۱، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، ۳۷۴۶، ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، ۳۷۵۰، ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲

و کان ردفنا خلف ابیہ فی حجة الوداع قال فقلت یا ابنت ارنی النبی صلہ
اللہ علیہ وسلم قال قم فخذی بواسطۃ الرجل قال فقلت فاحذرت بواسطۃ
الرجل فقال انظر الی صاحب الحمل الاحمر الذی یؤمى یدہ فی ید
القضیب۔ (مسند احمد ۱۷: ۱۷۹)

”نبی اکرمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ حجۃ الوداع میں اپنے والد کے پیچھے
بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اسے اپنا جان لکھو، دکھائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون
سے ہیں؟ والد نے کہا کہ اس کا نشان کہان کے گائے کے پکڑاؤ۔ جس میں تھا اور اس نے پانچ
کھانگے کئے اور پکڑاؤ۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس شخص کو دیکھو جو سر اٹھاتے ہوئے ہے اور اس
کے ہاتھ میں پکڑی پکڑی ہوئی چادر دھاتھ کے اشارے سے (گفتگو کر رہا ہے۔“

۱۰ امام یحییٰ بن محمد بن ابی اسحاق: رمی جمرۃ العقبۃ ثم انصرف فوقف الناس وقد
جعل ثوبہ من تحت ابطنہ الایمن علی عاتقہ الایسر قال فرأیت لحد
غضروفہ الایمن کھینۃ جمیع (فتاویٰ انظر الی عضلۃ غصروفہ)۔

(الحاکم علی ما فی ۳۶۱۰۱۲۸۰ ترمذی ۱۲۸۸)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ پر پڑی کی اور وہاں آئے اور ان کو روک لیا۔ آپ نے
اپنی چادر اپنی دائیں بائیں کے پیچھے سے لٹک کر اپنے پیچھے سے ڈال رکھی تھی۔ میں میں
نے دیکھا کہ آپ کے دائیں (دھڑے) میں ہڈی کے نیچے طئی کی طرح (گھومتا) ایک
اٹھارے اور نوے کی طرح کی ایک ہڈی کے مصلحت (حرکت کی وجہ سے) نکلا کر رہے
ہیں۔“

۱۱ ابوالفضل باقری رضی اللہ عنہ: وهو علی ناقۃ الحدادۃ قد ادخل رجلیہ فی الغرز
ووجہہ مستدی یدہ علی مقدم الرجل والاخری علی مؤخرہ یتناول
ذلک۔ (المجموع ۱۰: ۶۷۷ مسند احمد ۲۱: ۲۱۸)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر چڑھے اور آپ نے دونوں پاؤں رکاب میں جما

رکھے تھے اور آپ کا ایک ہاتھ پانچ کھانگے کے پکڑاؤ اور اس کے نیچے سے پکڑا ہوا
تھیں طرح آپ (اپنے ہاتھ کو ان کو کھانگیاں لکھا) یہی روش کر رہے تھے۔“

۱۲ ابوالفضل باقری رضی اللہ عنہ: لما کان فی حجة الوداع قام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وهو یومئذ مردف الفضل بن عباس علی حمل آدم۔

(مسند احمد ۱۷: ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹

☆ چارین عید اللہ رضی اللہ عنہ: الا کل شیء من امر الجاهلیۃ تحت قد
قرض ہے، وہ سارے کا سارا معاف کیا جاتا ہے۔
چارین عید اللہ (مسلم، ۲۱۳۷) محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مسلم، ۲۱۳۷) ابن عمر (مسند ابی یوسف، ۱۱۲)

☆ گاہرہ: جاہلیت کا ہر کام جس میں اپنے ان دنوں قدموں کے نیچے نہ کر رہا ہوں۔ (۱۴)

☆ محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: الا وان کل دم ومال ومشرقة كانت
الجاهلیۃ تحت قدمی هذه الی یوم القیامۃ۔ (مسند ابی یوسف، ۱۱۷۷)
"گاہرہ: جاہلیت کے دنوں کا ہر کام (سوئی کر) برائے اور نیکو اعمال کی برائی قیامت
تک کے لیے میرے ان قدموں کے نیچے نہ کر رہی گی ہے۔"

☆ محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: الا وان کل دم کیاں فی الجاہلیۃ موط
اول دم وضع من دمہا الجاہلیۃ دم الحارث بن عبد المطلب
مسترضعا فی بنی لہب فقتلہ ہذیل۔ (ترمذی، ۳۰۱۲)

"گاہرہ: جاہلیت کے دنوں کا ہر کام جس میں اپنے ان دنوں قدموں کے نیچے نہ کر رہا ہوں۔
سے پہلا خون جس کو معاف کیا جاتا ہے وہ عمارت بن عبد المطلب کا خون ہے۔ (روایت تاسعہ
ہیں کہ) عمارت کو دودھ پانے کے لیے نکالنے کے لیے اس کا کھانا اُسے غوث میں نے
تک کر دیا۔"

☆ چارین عید اللہ (مسلم، ۲۱۳۷) محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مسند ابی یوسف، ۱۱۷۷) عید اللہ بن عمر
ابی یوسف، ۱۱۲۷)

☆ محمد بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ: الا وان کل دم کیاں فی الجاہلیۃ موط
اول دم وضع من دمہا الجاہلیۃ دم الحارث بن عبد المطلب
مسترضعا فی بنی لہب فقتلہ ہذیل۔ (ترمذی، ۳۰۱۲)

"گاہرہ: جاہلیت کا ہر کام جس میں اپنے ان دنوں قدموں کے نیچے نہ کر رہا ہوں۔
ہو۔ تم تم کو دودھ نہ پلھ کر دیا جاسے۔ پس میں بن عبد المطلب کا خون کے ذمے ہوں اور

حرام۔"

ہوگا آپ نے فرمایا، اگر قصیں کوئی تیری بیعت میں اس حال میں ملے کہ چھری اور (آگ جالانے کے لیے) چھری میں اس نے ساتھ اٹھائے ہوں، اب بھی تم اس کو ہاتھ مت دے۔“

☆ الإمامت باقی رضی اللہ عنہ: العزایرة مودودة والمنحة مردودة والدين مقفوسی والزعیم غارم۔ (ترجمہ ۲۰۳۶ء)

”عارفانی ہوئی نیز دایں کی جائے۔ دودہ پینے کے لیے جو چانور کسی نے دیا ہو، اسے لوٹا جائے۔ کیا ہو اقرش کیا جائے اور جس شخص (قرش کی دایں کا نشان دیا ہو، وہ) (مقرش کی طرف سے) داہلی نہ کرے کی صورت میں) اسے واپس لوٹا جائے۔“
[اس بن مالک (متحدی الامادیات القارۃ، ۲۰۳۶ء)]

☆ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: ہذا ایہا الناس من کانت عنده ذبعة فلیترکھا فی من التمنه علیہا۔ (مسند ابی یوسف، ۱۳۶۰ھ، کتابی یا شعیب کبیری، ۲۰۳۶ء)
”اے لوگو! جس کے پاس کسی کی امانت رہی ہو، وہ اسے اس کا کھانا نہ کھائے جس نے اس کے پاس اسے امانت رکھا ہے۔“

☆ محمد بن مرثان مین: ہذا معشر الشہر انی ارضی بہا بین اکثافکم لا تلقوا الرکیبان لا یبع حاضر لباد۔ (کنز العمال، ۶۸۱۳۸، ۶۸۵۶۸)
”اے مجاہدوں کے گروہ! میں یہ بات تمہیں ایمان دیتا ہوں کہ (بازار کے فرش سے کم قیمت پر مال خریدنے کے لیے) تم تجارتی قافلوں (کے شہر میں آنے سے پہلے ہی ان سے مال خرید کر کوئی شہر کی دیہاتی کا مال نہ بنے۔“

[کتب حدیث کی مہدایات میں بارشاد جوہر ادوارح کے حوالے کے بغیر نقل کیا گیا ہے، جبکہ جوہر ادوارح کی تحریر ان کے حوالے سے روایت میں ملتی ہے۔]

☆ الإمامت باقی رضی اللہ عنہ: ان اللہ قد اعطی لکل ذی حق حقه فلا وصیة

لو ارث۔ (ترجمہ ۲۰۳۶ء)

”اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لیے آپ کی وصیت کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی۔“

[اس بن مالک (الاحادیث القارۃ، ۲۰۳۶ء) مروی ہے، ترمذی (ابن ہشام، تیسرے جلد، ۱۱۶۰ء) (ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱۸۳/۲)]

☆ عمرو بن حارثہ رضی اللہ عنہ: الولد للفراس وللعاہر الحجر ومن ادعی الی غیر ایہہ او سلی غیر موالیہ فعلیہ لعنة الله والعائلة کے الناس اجمعین لا یقبلوا منه عیبرا ولا عدلا۔

(ابن ہشام، تیسرے جلد، ۱۱۶۰ء، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱۸۳/۲)

”بچے کا نسب اس سے ثابت ہوگا جس کے گھر میں عورت ہوگی، جبکہ بیکاری کرنے والے کا بچہ کوئی نہیں ہوگا اور ان کا حساب اللہ کے پر ہے۔ جو شخص اپنی بیعت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اور جو عاقل اپنی بیعت اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف کرے گا، اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی معاوضہ یا عفو ان کو مل نہیں کریں گے۔“

[الإمامت باقی رضی اللہ عنہ (ترجمہ ۲۰۳۶ء) اس بن مالک (الاحادیث القارۃ، ۲۰۳۶ء)]

☆ الإمامت باقی رضی اللہ عنہ: لا نالوا علی السلف فاته من تالی علی اللہ اکذبه اللہ۔ (المجموع کبیر، ۸۹۸ء)

”جو شخص کلمہ پر کوئی بات لازم نہ کرے، جبکہ جو یہاں کرے گا مٹا دیا جائے گا۔“

☆ جامع بن سمرہ رضی اللہ عنہ: لا یزال هذا الدین ظاہرا علی من ناواه لا یضربہ سحلف ولا مفارق حتی یمضی من امتی اثنا عشر امیرا کلهم من نریش۔ (مسند احمد، ۱۹۸۸۶ء)

”یہ ایمان لوگوں کے مقابلے میں غالب رہے گا جس کی مخالفت میں ہمیں گئے۔ اس کو کوئی مخالف نقصان پہنچا سکے گا اور اس سے جدا ہوئے والا۔ یہاں تک کہ میری امت میں بارہ امیر حکومت کر جائیں جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔“

﴿ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾: ذکر المسیح الدجال فاطمہ فی ذکرہ وقال ما بعث اللہ من نسی الا انزل امتہ النذرہ نوح و النبیون من بعدہ و انہ یخرج علیکم فمما حنفی علیکم من شاتہ فلیس یخفی علیکم ان ریکم لیس علی ما یخفی علیکم ثلاثا ان ریکم لیس باعور و انہ اعور عین الیمنی کاتھ عینہ عینہ طاقیۃ۔ (بخاری: ۳۰۵۱، مسند امام: ۵۰۹۰)

”آپ نے سنا کہ دجال کا قبیل کے ساتھ ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ نے جس کی کوئی بھیجے ہے اس نے اپنی امت کو دجال سے خبردار کیا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اور ان کے بعد آنے والے سب نبیوں نے اس سے آگاہ کیا۔ بعد دجال کا خروج تمہارے اندر ہوگا۔ جس شخص کی اور ان کی اگر تم پر چلی دے تو یہ بات تم پر چھپی ہوئی نہیں ہے کہ تمہارے سب کی امت میں چھپ چکے ہیں۔ یہ بات آپ نے عین حیرت کی۔ تمہارا بکا نہیں ہے بلکہ دجال دیکھنا آگے سے گا اور گاؤں جیسا کسی کی آگ آگہر کا کوئی پھلا ہوا نہ ہوگا۔“

﴿ابو الحسن رضی اللہ عنہ﴾: ان امر علیکم عید مسجداً حسیبھا قالت اسود بقودکم بکتاہ اللہ تعالیٰ فاصبروا لہ واطیعوا۔ (مسلم: ۲۸۸)

”اگر تم کوئی عید ہوئے گا تو اس کے ساتھ تمام سلام کو بھی تم پر امیر مقرر کیا جائے جو کتاب اللہ کے مطابق تھا۔ یہاں اس حدیث کے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔“

﴿ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾: یا ایہذا الناس حللوا العطاء ما کان عطاء فاذا تحاحفت قریش علی الملک و کان عن دین احدکم قدعوا۔

(بخاری: ۳۵۲۹، مسند امام: ۲۵۷۰)

”یہ لوگو! جب تک (عمرانوں کی طرف سے ملے) اعلیٰ علیہ کے سب سے بڑے ہو۔ پھر جب قریش پر شہادت برآ کر اس میں جنگ و جدال کرنے لگیں تو علیہ سے اس سے دین و ایمان کی جست پر ملے قرآن سے لینا چھوڑ دو۔“

﴿ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾: حللوا العطاء ما کان عطاء فاذا تحاحفت قریش بعث اللہ من نسی ما بیننا و کان العطاء رشوة علی دینکم فلا تاحذروا۔

(بخاری: ۳۱۳۹، مسند امام: ۲۱۳۹)

”یہ لوگو! علیہ سے بڑے ہو۔ پھر جب قریش پر شہادت برآ کر اس میں جنگ و جدال کرنے لگیں اور علیہ دین ایمان کے معاملے میں شہادت کے طور پر ملے تو متحذرو۔“

﴿ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾: فی روحہ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا و ما علیہا و غدوۃ فی سبیل اللہ خیر من الدنیا و ما علیہا۔ (مسند امام: ۲۸۷۸)

”اللہ کے راستے میں ایک شام گزارنا اور دین اور دھرم کو اس میں پڑانا سب سے بڑے اور اللہ کے راستے میں ایک گز گزارنا اور دھرم کو اس میں پڑانا سب سے بڑے۔“

﴿ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾: من اسلم من اهل الکتابین قلہ اجرہ مرتین ولہ مثل الذی لنا وعلیہ مثل الذی علینا و من اسلم من المشرکین قلہ اجرہ ولہ مثل الذی لنا وعلیہ مثل الذی علینا۔ (بخاری: ۲۴۰۰، مسند امام: ۲۴۰۰)

”اہل کتاب: یہود و نصاریٰ میں سے جو اسلام لائے گا اس کو دس ہزار ملے گا۔ اس کے دوسری ترقی ہوں گے جو ہمارے ہیں اور دوسری آدم داروں کی جو ہمارے ہیں۔ اور مشرکین میں سے جو اسلام قبول کرے گا اس کو بھی اس کا ملے گا۔ اس کے ترقی اور دھرم کو بھی دوسری ہوں گے جو ہمارے ہیں۔“

﴿ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ﴾: یا ایہذا الناس حللوا من العلم قبل ان یلبس العلم و قبل ان یرفع العلم و قد کان النزل الہ عرو جعل یا ایہذا الذین آمنوا لا تسالوا

مبارک اٹھایا اور آپ کے چہرے پر عیسائی کے سر کی نمازیں تھیں۔ آپ نے کہا: یہ عیسائی ہیں تم سے غلام ہو جائے، یہود اسرائیلی اور یہودان کے صرافوں کے پاس موجود ہیں لیکن ان کے انبیاء پر قطعاً لائے تھے وہ ان میں سے کسی ایک کی قوم نہیں رہے۔ سو علم کے لیے جانے کی صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ علم کے بارے میں کیا ہو جائے۔ یہ بات آپ نے سن کر چڑھ کر فرمائی۔“

حارث بن عروہ رضی اللہ عنہ: ”ووقت یسلم لاهل البیمن ان یهلوا منها وذات یق لاهل (یعنی اہل اقصیٰ لاهل المشرق)۔ (طبرانی المعجم الکبیر، ۳: ۳۴۵)“
 یہی سنی احادیث ہیں جن کی طرف سے آئے ہوں گے کہ علم کو اور عراق کی طرف سے آئے ہوں گے کہ ذات عراق کو یہاں سے اس میں شامل نہیں۔“

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: ”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبنا ھو عصب یوم النحر فقام الیہ رجل فقال کنت احسب یا رسول اللہ ان کذا کذا قبل کذا و کذا ثم قام آخر فقال کنت احسب یا رسول اللہ ان کذا کذا قبل کذا و کذا لھولاء الثلاث فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقبل (خرج - مشکوٰۃ، ۱: ۳۴۳)“

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور کعبہ میں آئے آپ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میں تمہارے کافران میں سے ہوں۔ پھر ایک اور شخص اٹھا اور اس نے بھی کہا کہ یا رسول اللہ میں تمہارے کافران میں سے ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو کوئی حرج نہیں۔“

اسلمہ بن شریک: ”سالہ رجل لسی ان یرمی الحمائر فقال ارم ولا حرج ثم آخر فقال یا رسول اللہ نسبت الطواف فقال طوف ولا حرج ثم اتاہ حلق قبل ان یدبغ فقال اذبح ولا حرج [ان اللہ عز وجل وضع الحرج

عن اشیاء ان یسئلکم تسو کم وان تسالوا عنها ھین یزول القرآن تبدلک عرفا اللہ عنها واللہ غفور حلیم قال فکذا قد کرھا کثیرا من مسائلہ و انقہ ذلک حسن انزل اللہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاتینا اعرابیا فرشونا برفاء قال فاعتم بہ حتی رابت حاشیۃ البرد خارجہ من حاجبہ الا یمین قال ثم قلنا لا سل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فقال لہ یا نبی اللہ کیف یرف العلم منا و یمین اظہر لنا المصاحف وقد تعلمنا ما فیہا و علمنا نساءنا و فرارینا و علمنا قال فرقع النبی صلی اللہ علیہ وسلم راسہ و قد علت و ھجہ حمرة من الغضب قال فقال ای شکلتک امک ھذہ الیھود و النصارى یمین اظہر ھم المصاحف لم یصبحو ا یعلقوا بحرف مما جاء ھم بہ انہا ھم الا و ان من ذھاب العلم ان یدبھ حملتہ ثلاث مرار۔ (مسند احمد، ۱: ۳۴۳)“

”اے لوگو! علم حاصل کرو اس سے کہ تم کو قتل کر لیا جائے اور اس سے کہ تم کو مار دیا جائے۔ (ابو امامہ کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم بڑا دل کر رکھا تھا کہ ایمان والوں اور ان کے بارے میں سوال نہ کر دیا اور تمہارے لیے ظاہر کر دیا کہ تمہاری قومیں تمہاری قوموں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کر سکتی ہیں۔ ان کے بارے میں پوچھنا تو جہاد ہے۔)“
 جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی یہ بات سن لی تو اس کے بعد اس نے آپ سے ہمہ گیر پوچھنا ہی چاہیے کہ آپ نے کیا فرمایا کہ علم حاصل کرو اس سے کہ تم کو قتل کر لیا جائے؟ (ابو امامہ کے پاس گئے اور اسے ایک چادر کی مشیت آئی۔ اس نے اس چادر کا ٹکڑا سر پر باندھا، یہاں تک کہ مجھے چادر کا ٹکڑا اس کی دائیں اور بائیں طرف سے لٹکا ہوا دکھائی دیا۔ پھر ہم نے اس سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ اس نے کہا کہ اللہ کے نبی سے اس سے پوچھنا اٹھ جائے گا کہ تم قرآن مجید کے صلف ادا کرے، ایمان آؤں گے اور ہم نے ان کو نہ دیکھا اور گواہی دینی ہو تو اس اور بچوں اور اپنے خاندان کو بھی اس کی تعلیم دے دی ہوگی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر

کہ باجھڑی آپ نے فرمایا: یا باجھڑی عین الی غالب۔“

[امام اکیبرؑ نے جن کی اس روایت کا ادبی طعن تکمیل کے بعد ضمیمہ ہے اور امام حاکم کا ذکر ہے کہ
کوسدھک شریقی قرار دیا درست نہیں۔ (میزان الاعتدال، ۱۸۵۱ء)]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: یا ایہا الناس اتی قد ترکتم فیکم ما ان
تستمتع بہ فلن تفضلوا ابدا کتاب اللہ وسنة نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مسند حاکم، ۳۱۸)

ابو حمزہ ثمالیؑ کا کافی رضی اللہ عنہ: الا ان الشیطان قد ایس ان یعبده المصرا
ولکن فی التحریش بینہم۔ (مسند احمد، ۱۹۷۷ء)

”شیطان اس سے دعا میں ہو چکا ہے کہ عبادت گزار اس کی عبادت کریں۔ لیکن وہ اہل ہشام بصرہ والوں کو دیکھتا ہے کہ“

ایمان کو ایک دوسرے کے خلاف لڑکانے کی پوری کوشش کرے گا۔“

ابو عمرو بن الاثیر رضی اللہ عنہ: الا وان الشیطان قد ایس من ان یعبده
بلادکم هذه ابدا ولكن ستكون له طاعة فی ما تحفرون من اعمالکم۔ (ترمذی، ۳۷۱۸ء)

”مگر کوئی شیطان اس سے دعا میں ہو چکا ہے کہ تمہارے اعمال سے طاعت کرے۔“

”اور وہ ابدا تمہاری طاعت میں نہیں آئے گا۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: یا ایہا الناس ان الشیطان قد ایس ان یعبده
مستمتع بہ کتاب اللہ۔ (مسلم، ۲۱۳۷ء)

”مستمتع بہ کتاب اللہ۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: یا ایہا الناس ان الشیطان قد ایس ان یعبده
بلدکم هذا آخر الزمان وقد وصی منکم بمحقرات الاعمال فاحذروہ۔ (ترمذی، ۱۱۲۶ء)

”بلدکم هذا آخر الزمان۔“

”مستمتع بہ کتاب اللہ۔“

”مستمتع بہ کتاب اللہ۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: یا ایہا الناس ان الشیطان قد ایس ان یعبده
بلدکم هذا آخر الزمان وقد وصی منکم بمحقرات الاعمال فاحذروہ۔ (ترمذی، ۱۱۲۶ء)

”بلدکم هذا آخر الزمان۔“

الکافی (مسند احمد، ۱۹۳۷ء) عبد اللہ بن عبد اللہ (طبرانی فی المعجم، مجمع الزوائد، ۱۳/۳۷۳) ع
ایمان (المعجم الاوسط، ۳۲۶۹) عبد اللہ بن مسعود (بزار، در جہاد، ج ۱، ص ۱۸۳) مجمع الزوائد، ۱۳/۳۷۳
(مسند الحارث (زاد المعاد، ج ۱، ص ۱۸۳) عبد اللہ بن مسعود (ابن ماجہ، ۱۸۳۲)
ابو ابراہیم باقر رضی اللہ عنہ: الا ان کل نبي قد مضت دعوتہ الا دعوتی
قد ادرعنا عند ربی الی یوم القیامۃ۔ (طبرانی، المعجم الکبیر، ۴۲۳)۔ مسند الطائفت
”سواء ہر کسی نے اپنی مخصوص دعا (دعائی میں) کیا ہے، لیکن میں نے اپنی خاص دعا
کا حق قیامت کے دن تک کے لیے اپنے رب کے پاس محفوظ رکھا ہے۔“

ابو جریر بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ: راوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم القیامۃ علی اعتقادکم وبعثی الناس بالآخرۃ فانی لا اغنی عنکم من اللہ
الوداع فسمعتہ یقول اعطیت الشفاعۃ۔
(ابن جریر، ص ۱۰۳)۔ قال: رواہ عن عبد اللہ بن علی بن ابراہیم (مسند احمد، ۱۳/۳۷۳) ع

”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جود اور اس میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (ابو جریر) کے
شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔“

[جود اور اس کے متعلق کی تصریح کے بعد یہ روایت اس حدیث الشفاعۃ وہی ثلثۃ من لا
باللہ شیعۃ کے ساتھ ساتھ ہے۔ مسند احمد، ۱۳/۳۷۳) ع (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع
سنان بن ابی مالک (رقم ۱۰۰۳) میں روایت ہے۔]

ابو مرثد بن عبد اللہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: الا وانی فرطکم علی اللہ
انظرکم وانی مکتاثر بکم الا من فلا تسودوا وجہی الا وقد رایت
وہم یستقیم علی وستمسکون عنی فمن کذب علی فلیتوا مقعدہ
وہم یستقیم رجالا واثقا ومستقیم منی آخرون فاقول ہارب احد
ایقال اللہ لا تدری ما احدثوا بعدک۔ (مسند احمد، ۱۳/۳۷۳) ع
”اگر وہ لوگ اس قسم سے پہلے عرش پر پہنچ کر تمہارا شکر ہوں گے۔ اور میں تمہارے اور

سے دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت ظاہر کروں گا اس لیے مجھے ہر روز
کرتے ہو تو تم نے مجھ کو کیا بھی ہے اور میری امت بھی تم میں ہے اور تم نے میرے بارے میں
یہ چاہا جائے گا۔ جس میں نے مجھ پر جھوٹ باندھا، اس سے بڑا گناہ ہے کہ میں علیا۔ سنو،
(قیامت کے دن) چکھ لوں گا کہ میں (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) جان بیکار کروں گا کہ میں نے
میں کیا کیا ہے۔ میں کہیں گا کہ اللہ علیہ السلام نے میرے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ میں نے
آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا ہے۔ (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع

ابو جریر بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ: راوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم القیامۃ علی اعتقادکم وبعثی الناس بالآخرۃ فانی لا اغنی عنکم من اللہ
الوداع فسمعتہ یقول اعطیت الشفاعۃ۔
(ابن جریر، ص ۱۰۳)۔ قال: رواہ عن عبد اللہ بن علی بن ابراہیم (مسند احمد، ۱۳/۳۷۳) ع

”میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جود اور اس میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (ابو جریر) کے
شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔“

[جود اور اس کے متعلق کی تصریح کے بعد یہ روایت اس حدیث الشفاعۃ وہی ثلثۃ من لا
باللہ شیعۃ کے ساتھ ساتھ ہے۔ مسند احمد، ۱۳/۳۷۳) ع (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع
سنان بن ابی مالک (رقم ۱۰۰۳) میں روایت ہے۔]

ابو مرثد بن عبد اللہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: الا وانی فرطکم علی اللہ
انظرکم وانی مکتاثر بکم الا من فلا تسودوا وجہی الا وقد رایت
وہم یستقیم علی وستمسکون عنی فمن کذب علی فلیتوا مقعدہ
وہم یستقیم رجالا واثقا ومستقیم منی آخرون فاقول ہارب احد
ایقال اللہ لا تدری ما احدثوا بعدک۔ (مسند احمد، ۱۳/۳۷۳) ع

”اگر وہ لوگ اس قسم سے پہلے عرش پر پہنچ کر تمہارا شکر ہوں گے۔ اور میں تمہارے اور
سے دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت ظاہر کروں گا اس لیے مجھے ہر روز
کرتے ہو تو تم نے مجھ کو کیا بھی ہے اور میری امت بھی تم میں ہے اور تم نے میرے بارے میں
یہ چاہا جائے گا۔ جس میں نے مجھ پر جھوٹ باندھا، اس سے بڑا گناہ ہے کہ میں علیا۔ سنو،
(قیامت کے دن) چکھ لوں گا کہ میں (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) جان بیکار کروں گا کہ میں نے
میں کیا کیا ہے۔ میں کہیں گا کہ اللہ علیہ السلام نے میرے بارے میں یہ فرمایا تھا کہ میں نے
آپ کے بعد انھوں نے کیا کیا ہے۔ (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع (ابن ماجہ، ۱۸۳۲) ع

خطبہ حجۃ الوداع

کے موضوع پر سلسلہ محاضرات

۳۰ ستمبر تا ۷ اکتوبر ۲۰۰۷ء

دارالہدیٰ سپرنگ فیلڈ، ورجینیا (امریکہ)

مقرر: ابوعمار زاہد الراشدی

مہذب تحریر: ناصر الدین خان عامر

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله
 صحابه وازواجه وذريته واتباعه اجمعين۔ اما بعد

احقر من ذلک و استحقاقاً لک ما یجوز لک قتل هذا احقر ام لا؟ یجوز لک!

جناب سرکارِ کرامت الخرو جودات، شفیع المذنبین غامق النہجین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ارساۃ العالیہ و اتھامہ علم کا ہر ایک ارساۃ العالیہ ہر خطہ الامیت کا حامل ہے۔ ہر ایک ارساۃ العالیہ کے لئے علم سے ناز سے لے جایات اور انتہائی کے بہت سے پہلو ہیں۔ لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں ارشادات عالیہ میں جن چند ارشادات کو بہت زیادہ اہمیت مل سکا ہے ان میں سے چند العالیہ کا خطبہ بھی شامل ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج خری ہمارے دو حوالوں سے چند العالیہ کہتے ہیں۔ ایک اس حوالہ سے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج خری کیا، اور اس حوالے سے بھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس خطبہ میں فرمایا: لعلى لا التفاسم بعد علمى هذا۔ پیرہن تم سے آج خری اجامی ملاقات ہے اس مقام پر اس کے بعد تم مجھ سے مل سکو۔ لیکن حضور کے ذہن میں یہ بات تھی کہ میں اپنے بڑے آج خری اجامی ملاقات کر دوں۔ آپ نے بطور خاص فرمایا کہ مجھ سے آج میں یہ چھ لڑکے سوال کرنا ہے سوال کر لڑکے اس سال کے بعد میں تم کو ملوں سے اس طرح کی ملاقات نہ کر۔ گو یہ حضور کو بھی العالیہ کہہ رہے تھے اس مناسبت سے آج کو چند العالیہ کہتے ہیں۔

نجمہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ایک ہی جگہ کیا اور وہ جگہ یہی تھا۔ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضور کا اپنا قیام تھا ۳۵ سال کی عمر تک آپ ﷺ جگہ کرتے رہے۔ بعد ازاں کوفہ میں۔

محدثین یہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضورؐ نے ہوش منہ ملا کہ میں رہے تو ظاہر ہے کہ ہر سال میں شریک ہوتے رہے ہوں گے۔ روایات میں یہ ذکر آتا ہے کہ حج کے موقع پر ہر اجتماع ہوتا تھا مٹی میں منقعات میں ٹھوک دینا کے علقف حصوں سے حج کے لیے آتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس اجتماع سے قانکہ وہاں تھے۔ آپ علقف میوں میں جاتے تھے لوگوں سے ملنے تھے اور دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ انصار مدینہ کے دونوں گروہوں اس اور ذریعہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہرا بلید ہوا وہ حج کے موقع پر ہوا۔ ان دونوں قبائل کے لوگ حج کے لیے آئے ہوسا تھے حضور علقف میوں میں جا کر دعوت دے رہے تھے تو انہوں نے آپؐ ہات قبہ سے نکل کر قنوت کا اظہار کیا۔

جیتہ الوداع کی پہلی تیاری

رمضان المبارک ۸ھ میں حج کا سب سے پہلا اجتماع ہوا۔ ۹ھ میں مسلمانوں نے اجتماعی طور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں پہلا حج ادا کیا۔ حضورؐ اس حج میں غزوہ خیبر تک لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مدینہ سے صبح جاکر کعبہ کا اعلان کرنے کے موقع پر کھانا امانت کروا لے ان کے بعد حضرت علیؓ کو اللہ وچہ کو کھانا کھانا امانت ان کے گھر پہنچے اور آئندہ سال اپنے حج کے لیے تیاری کی۔ (بخاری رقم ۳۵۶۶) اس جی جی میں، اذانیں پڑھیں، امام جس۔ علقف عرب قبائل کے ساتھ معاہدات تھے۔ چوکھو باقی کر کے کا لینا کرنا تھا اور چوکھو غم کرنے کا۔ اور ایک بات یہ تھی کہ آئندہ سال اپنے حج سے پہلے حضورؐ کے ماحول میں کھو مٹائی جا چے تھے۔ مثلاً پہلے ہجرم کے لوگ حج کے لیے آتے تھے۔ آپؐ نے اعلان کروا دیا کہ حج کے بعد کوئی غیر مسلم یہاں نہیں آئے گا۔ یہ بیت اللہ صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص ہے آج کے بعد مسلمانوں کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں آئے گا۔ یہ بیت اللہ ابراہیمی ہے اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے لیے مخصوص ہے۔

دوسری بات یہ کہ پہلے بہت سے لوگ حج کے لیے آتے تھے علقف طواف کرتے مگر وہی دور عورتیں بھی عورتوں سے معمولی سا لگائی طرک کو کوئی کپڑا مٹین رکھا ہوتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ نیچر ہے کہ ہم دنیا میں بھی لنگے آتے تھے اس لیے ہم اللہ کے دربار میں لنگے ہی پیش ہوں گے۔ بعض روایات

(مسلم رقم ۵۳۵۳) میں ذکر ہے کہ مرقہ طیبہ پڑھتے تھے، لیکن ہمیں اس کا اظہار پرستی میں تھا:

اليوم يبدو بعضه لو كلفه

جن کا مطلب یہ تھا کہ ہم اللہ کے دربار میں اس قنوت (وہی حالت) میں پیش ہیں۔ وہاں ستر مارا یا اس کا کچھ حصہ دکھائی دے گا لیکن ہم سب نے آپؐ کو کسی پر علقف نہیں کرنا کہ وہ تاری طرف دیکھے۔ اس طرح کے اظہار بدعتی اور نفی طواف کرتی تھیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان بھی کروا دیا کہ حج کے لیے دونوں قبائل کے علقف طواف نہیں کرے گا۔ عورتیں تو علقف لباس میں ہوں گی اور مرد بھی اپنا علقف لباس پہن کر علقف طواف نہیں کریں گے۔ مردوں کے لیے وہ چادر میں مخصوص ہوں گی جبکہ عورتیں پہن کر علقف طواف نہیں کریں گی۔

یہ وہ اعلان حضورؐ نے اگلے سال کے لیے کروا دیے کہ اگلے سال کوئی غیر مسلم حج کے لیے نہیں آئے گا اور کوئی علقف طواف نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی حقوق امانت کروائے کہ آج کے بعد حج میں یہ ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ پھر اس اجتماع کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال علقف قبائل میں بیانات کیے کہ آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے علقف لے جا رہے ہیں اس لیے جو مسلمان بھی اس موقع پر پہنچ سکتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال یہ امانت ہوتے رہے تو لوگوں تک یہ بیانات پہنچا رہا کہ جس مسلمان نے حضورؐ کی رفاقت حاصل کرتی ہے سمیت حاصل کرتی ہے جس نے آپؐ سے کوئی بات پر ہمیں ہے تو وہ حج پر پہنچے۔ چنانچہ ہر سال اجتماع کے ساتھ جزیہ العرب کے علقف ملاطوں سے لوگ حج کے لیے آئے۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جزیہ الوداع کے موقع پر جمع ہوئے۔ یہ جنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں صحابہ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ حضورؐ کی حیات میں اس سے بڑا صحابہ کا اجتماع نہیں ہوا صحابہ کرام علقف ملاطوں سے آئے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔

جیتہ الوداع کے خطبات

اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی جاہلیات فرمائیں۔ خطبہ مجتہد الوداع جسے کہتے

ہیں۔ یہ حضور کی مختلف ہدایات کا مجموعہ ہے۔ ان میں دو تو بڑے خطبے ہیں۔ ایک خطبہ حضورؐ نے عرقات میں ارشاد فرمایا۔ یہی خطبہ سنت رسولؐ کے طور پر اب بھی ۹ ذی الحجہ کی دو پہر عرقات کے میدان میں پڑھا جاتا ہے۔ ایک خطبہ ہے جو حضورؐ نے تلی میں ارشاد فرمایا۔ یہ دو ہفتہ بعد خطبے ہیں جبکہ نام خطباتی نے "المواہب اللدنیہ" میں حضرت امام شافعیؒ کے حوالے سے چار خطبات کا ذکر کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو انھوں کی تعداد میں تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبات سنے جس کو جو بات یاد رہی اس نے وہ آئے نقل کر دی۔ اس کے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے سوالات پوچھے گئے حضورؐ نے ان کے جوابات دیے۔ حضورؐ نے حج کے مختلف مسائل کے بارے میں بھی ہدایات دیں۔ صحابہ کرامؓ کو عرقات اور تلی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا صحابہ کرامؓ نے جو جوابات یاد رکھی اور وہ آئے عقل کی اس کھد میں سے نکلوا دیے۔ ان سب کا مجموعہ محدثین کی اصطلاح میں چودھویں خطبہ کہلاتا ہے۔ اس میں عرقات و تلی کے دو خطبے بھی شامل ہیں اور مختلف مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر عمومی خطبات بھی شامل ہیں۔

یہ چودھویں خطبہ بیسویں جنگ اس سے بھی زیادہ بڑے جنگوں اور ہدایات میں نقل کیا ہے۔ روزِ زائد گھنٹے پڑھنے کا زمانہ نہیں تھا یا روزِ داشت کا زمانہ تھا۔ یہ داشت پر لوگ آکر سترے تھے۔ اس چودھویں خطبہ پر محدثین نے مختلف ادوار میں کیا ہے۔ چودھویں خطبہ کی اصلیت اس بات سے ہے کہ یہ حضورؐ کی حیات مبارکہ میں صحابہ کرامؓ سے یہ اجماع تھا کہ حضورؐ نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ شاید یہ میری تمہاری آخری خطباتی گفتگو ہو۔ ہر ایک بہت اہمیت والی بات ہے کہ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دین کی تکمیل کا تاریخی اعلان

تاریخی شریف (رقم ۳۳۰) کی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ سے ان کے دور خلافت میں ایک یہودی عالم نے کہا: یہاں حضرت آپؐ کے قرآن میں ایک آیت ایسی ہے نہ آج تک کہ ہم نے نازل ہوئی ہوئی تو ہم آج کے دن کے نازل ہونے کے دن کو کبھی نہ دیکھتے۔ ہم یا قاعدہ دے رہے تھے اس پر کہ ان دنوں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کون سی آیت؟ اس نے

یہاں اللہ کی اعلیٰ حکمت لکھ دینکم وانتم علیکم نعمة و حسبکم لکم الاسلام (الامارہ ۵: ۳۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے دنیا کی مکمل نعمت تم پر اپنی اہمیت تمام کر دی ہے۔ مکمل کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا کی نزول شروع ہوا تھا اس کے بعد تک خطبہ ہوں گے اور یہی ہدایات و احکام نازل ہوئے۔ کہنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کا یہ سلسلہ چلا رہا ہے احکام آتے ہیں۔ مسنون بھی ہوتے رہے ان میں قرآن بھی ہوتا رہا۔ یہ ایک ارتقاء ہے نہ رجوع۔ مکمل کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے دنیا کا مکمل کر دیا۔ اب اس سے کچھ کم نہیں ہوگا اور نہ احکام میں رد و بدل ہوگا اور نہ دنیا کوئی نیا کھم آئے گا۔ یہی کمالی ہے کہ دنیا جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئی شروع ہوئی تھی وہ دوبارہ رجوع اور ارتقاء کے لیے نئے سفر پر تھکتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوئی ہے۔

پہلے چوب خطبہ میں مکمل ہوا تو چودھویں خطبہ اس کا سب سے بڑا نظریہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مسلمانوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اعلان فرمایا: اللہ کی اعلیٰ حکمت لکھ دینکم۔ آج کے دن میں تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ وانتم علیکم نعمة۔ اور اپنی اہمیت تمام کر دی ہے۔ اور حسبکم لکم الاسلام دینداروں میں تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ آج کے بعد کسی بھی انسان سے اسلام کی کوئی قبول نہیں ہوگا اور کوئی دین قبول نہیں کرے گا۔ اس یہودی عالم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین آیا ہے اگر ہم پر تو رات میں نازل ہوئی ہوئی تو ہم آج کے دن کو دیکھنے والے دن کو دیکھتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اللہ کی قدرت ہے کہ ہم پر یہ آیت نازل ہی میرے والے دن ہوئی ہے تم تو میرے دینار پڑھتے۔ ہماری پہلے سے میرے۔ فرمایا میں آخر کوئی میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اس موقع پر موجود تھا۔ ہم آخر یعنی میرا ماضی اور میری تاقیہ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہماری تو دنیا ہی تھی۔ سارا نہ میری تھی اور نہ میرا ماضی تھی یعنی وہ جہت المبارک کا دن تھا۔

اور جاہلیت کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بہت اہم اعلانات فرمائے۔ مثلاً آپؐ نے ایک بڑی

اہم اور تاریخی بات یہ فرمائی کہ یاد رکھنا چاہیے کہ دورِ قحط ہو گیا ہے اور اسلام کا دور شروع ہو گیا ہے۔
فرمایا: کسل امر الحادۃ فی موضوع نحت فذہبی۔ آج چاہیے کہ ساری قدر میں ہر سہ
پاؤں کے لیے ہیں۔ ایک مستحق کل دیا میں چلے۔ بدوش خیالی اور تاریک خیالی کا دور اور ظلم کا دور
دور چاہیے کہ۔ ہمیں یقین ہوتی ہے کہ وہ ظلم اختیار کریں اور دور چاہیے چھوڑیں۔ چاہیے کہ بات
چھوڑیں اور ظلم کا راستہ اختیار کریں۔ سب بدوش خیالی سے کون انکار کرے گا؟ کوئی محض منہ اور راس
ور آدی بدوش خیالی اور ظلم کی بات سے انکار نہیں کر سکتا اور چاہیے کہ کوئی بھی ہند نہیں کرتا۔ لیکن
اصطلاحات کا فرق ہے۔ بدوش خیالی کسے کہتے ہیں؟ تاریک خیالی کسے کہتے ہیں؟ چاہیے کہ دور کون سا
ہے اور ظلم کا دور کون سا ہے؟ اپنی اپنی اصطلاحات اور تعریفات ہیں۔ دو تین بنیادی فرق ہیں جن کا
اس گفتگو میں سمجھنا ضروری ہے اور اس میں بنیادی کردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اور ان
سے آج چاہیے کہ ساری قدر میں ہر سالانہ پاؤں کے لیے ہیں۔

مغرب کی روشن خیالی اور اسلام

مغرب کی روشن خیالی میں اور ہماری روشن خیالی میں تین بنیادی فرق ہیں۔
پہلا بنیادی فرق یہ ہے کہ مغرب کی روشن خیالی کی عمر تقریباً دو سو سال ہے جبکہ ہماری
روشن خیالی کی عمر تقریباً پچھ سو سال ہے۔ مغرب کی روشن خیالی کا آغاز انقلابِ فرانس سے ہوتا
ہے۔ جب بھی مغرب میں روشن خیالی آئی، اس کی بات ہوتی ہے تو وہ فاصلہ انقلابِ فرانس قرار
پاتی ہے۔ مغرب کے ہاں اس سے پہلے کا دور چاہیے اور تاریخ کا دور کہلاتا ہے اور اس کے بعد کا دور
ترقی اور روشن خیالی کا دور کہلاتا ہے۔ ان سے آپ کو چھٹیں کہ یہ قرون وسطیٰ قرونِ مظلمہ تاریک
دور (Dark Ages) کہتے ہیں تو وہ آپ کو بتائیں گے کہ یہ انقلابِ فرانس سے پہلے کی دو سو سالہ
صد ہیں۔ اور انقلابِ فرانس انھوں نے صدی کے آخر میں ہوا۔ جس طرح مغرب کے محققین
تاریخ پر بات شروع کرتے ہیں تاریک دور کی بات ہے اور انھوں نے بات روشن دور کی بات ہے
آج طرح ہمارے ہاں بھی تاریک اصطلاح معروف ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے
کا کوئی واقعہ ذکر کرتا مفسر دور کہا جاتا ہے کہ یہ دور چاہیے کی بات ہے۔ تو یہ فریبِ تاریکی ہمارے ہاں

بھی ہے کہ حضورؐ سے پہلے کا دور چاہیے کہ دور تھا اور حضورؐ کے آنے سے کم از کم تین سو سال شروع ہوا۔
دوسرا بنیادی فرق یہ مغرب کی اور ہماری روشن خیالی میں یہ ہے کہ مغرب نے روشن خیالی کے نام
پر کیا کردار سے نہجیات حاصل کی یا نہجیات سے نہجیات حاصل کی اور ساتھ ہی ساتھ باطل اور جحش
سے بھی نہجیات حاصل کی، یعنی وہی کہ باطل سے بدکردار ہو گئے اور کہا کہ ہم کسی کی بدگمانی نہیں
مانتے۔ ہم آزاد و ذہن سے فیصلہ کرتے ہیں۔ مغرب نے اپنے تمام تر فیصلے جہاد کا دور فیصلوں کی بنیاد
انسانی سوسائٹی کی خواہشات پر رکھے ہیں۔ ہر چیز کی بنیاد اس پر ہے کہ سوسائٹی کیا چاہتی ہے۔
جبکہ جہاد سے سوسائٹی کی خواہشات معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن اصل بنیاد سوسائٹی کی خواہشات پر
ہے کہ سوسائٹی کیا چاہتی ہے اور سوسائٹی کیا چاہتی ہے۔ لیکن حلال و حرام کی بنیاد ہے نہیں جائز و ناجائز کی
بنیاد ہے اور یہی قانون اور لا قانونیت کی بات ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ مغرب نے آسمانی
تعلیمات سے دستبرداری اختیار کی اور انسانی سوسائٹی کی خواہشات کو اپنے تمام تر معاملات کی بنیاد
بنایا اور کہا کہ یہ روشن خیالی ہے۔

قرآن کریم نے روشن خیالی کا اور معنی بیان کیا ہے۔ قرآن کریم نے شیوں مقامات پر اس کے
محقق بیان فرمایا ہے۔ لیکن ایک آیت ذکر کرتا ہوں۔ فرمایا: ان احکم بینہم بما انزل اللہ
ولا تتبع اھواءہم واحلہم ان یفتکوک عن بعض ما انزل اللہ الیہم۔ (المائدہ ۴۵)
جہاں تک قرآن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک نے حکم دیا کہ لوگوں کے معاملات کوئی کے
مطابق طے کیجیے اور وہی کے مقابلے میں ان کی خواہشات کی طرف مت دیکھیے۔ مطلق خواہشات کی
نہی نہیں ہے۔ ایسی خواہشات کی نہی ہے جو معنی اللہ کے نازل کردہ احکامات و ہدایات کے
مقابلے پر آئیں۔ اگر سوسائٹی کوئی جائز بات چاہتی ہے تو کوئی حرج کی بات نہیں لیکن باطل و باغی کی
بے فرمایا جہاں ما انزل اللہ اللہ کی ہدایات کا مسئلہ ہے وہاں لا تتبع اھواءہم۔ ان کی
خواہشات کی طرف مت دیکھیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا کہ لو احلہم ان یفتکوک
عن بعض ما انزل اللہ الیہم۔ اس بات سے آپ ڈرتے ہیں کہ سوسائٹی کی خواہشات کے
پیچھے آپ چلیں گے تو یہ اللہ کے احکام کے بارے میں آپ کو کتنے میں ڈال دیں گے۔

شراب قحی کا شری اور جہاں سوتا ہے جیالی اور نہ تھا ہم جس پر تکی تھی۔ یہ ساری قدریں ہمیں سال پہلے اپنے چہرے پر عروج پر تھیں۔ جب حضورؐ نے فرمایا کہ میری زندگی میرے پاس کے بچے ہیں تو ان قدروں کا عرب معاشرے میں کوئی وجود نہ تھا۔ ان تئیں اور تھا اور جو سماجی حضورؐ نے تعارف کروائی وہ عقلی انسانی قدروں سے ناواقف تھے۔ چنانچہ حضورؐ نے صرف ان جاہلی قدروں کو ختم کرنے کا اعلان ہی نہیں کیا بلکہ دنیا کو ایک ایسی جگہ لایا کہ وہاں جس میں شرک نہ تھا شراب سوڈن کا قحی قحی ہوتا اور اسل پر تکی کا کوئی وجود نہیں تھا اور جب اپنے اعلان نبوت کے بائیس تیس سال بعد مکی کے مقام پر کھڑے ہو کر حضورؐ نے اپنی وصیت کے نتیجے میں اعلان کیا کہ: کل امر خدا علیہ موضوع تحت فہمی تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ نے جو کام آپ کا ہے کہ جس قدر آپ اس میں کامیاب ہو کر جا رہے ہیں۔

تاریخ میں اور کوئی شخصیت نہ ملے جو یہ دعویٰ کر سکے کہ میں اپنا کام اپنا مشن مکمل کر کے جا رہا ہوں۔ تاریخ انسانی میں حضورؐ و واحد شخصیت ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے اپنا مشن پورا کیا۔ نہ صرف پورا کیا بلکہ تکمیل پر اپنے صحابہ کو اس پر گواہ بنایا۔ جہاں اوداع کے موقع پر حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا: اَنْتُمْ تَشْهَدُونَ عَنِی۔ قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ کی عدالت ہوگی تو اللہ تم کو ان سے پوچھے گا کہ تمہاری طرف ایک ظہیر کو مشن دے کر یہ قیام دے کر بھیجا تھا اس نے اپنا فرض ادا کیا یا نہیں۔ تو تم کو کیا جواب دے گے؟ اس پر صحابہؓ نے ناجائز آواز سے کہا: بھلغت وادیت ووفیت۔ آپ نے بیٹام بچپنا وادارہ سنبھالنے کا حق پوری طرح ادا کر دیا۔ حضورؐ نے اس پر آسمان کی طرف اٹھی اٹھا کر کہا: فَاَلَمْ اَشْهَدْ بِاللّٰهِ تَوْحِیْدَیْ بِمَیْمَنِیْ۔

آج جب ہم روشن خیالی اور تاریک خیالی کی بحث میں پڑتے ہیں تو ہم ایک سوال کی طرف توجہ دیا کرتے ہیں کہ مغرب نے روشن خیالی کے نام پر ان قدر دوس میں کون سی قدر کا اضافہ کیا ہے؟ یہ تو وہی پانچاں قدر ہیں جنہیں آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پانچاں سے دہن والا تھا۔ میں تو کہوں گا کہ مغرب ایک بہت اچھا چھائی دار ہے جس نے پرانی اور کھٹی چھائی قدر کو

تو ہمارے نزدیک روشن خیالی نام ہے سوسائٹی کی خواہشات سے نکل کر دینی کی پیروی کا اور مغرب کے نزدیک روشن خیالی نام ہے دینی کے دائرہ سے نکل کر انسانی خواہشات کی پیروی کا۔ چنانچہ جو چیز ہمارے نزدیک علم ہے مغرب کے نزدیک جہالت ہے اور جو چیز ہمارے نزدیک تاریکی اور جہالت ہے مغرب کے نزدیک روشن خیالی ہے۔ یہ ایک جوہری فرق ہے مغرب کی اور ہماری اصطلاح میں۔ اور اس بات کا ہم نے شیوں کا تجربہ کیا ہے کہ کسی بھی مسلم ملک میں قرآن کریم کے کسی تحکم یا حکم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کے علاوہ قانون نفاذ کا مطالبہ کیا جائے کہ یہ قرآن پاک کا حکم ہے اس لیے اسے ملک کا قانون بنایا جائے تو مغرب اور مغرب زدہ مطلقوں سے ہمیں ایک بات مشترک طور پر جواب میں ملتی ہے کہ یہ لوگ بتیاری کے دور کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں، یہ قرون متعلیٰ کی طرف واپس جانا چاہتے ہیں۔

جاہلی قہاروں کی طرف واپسی

ایک اور فرق مغرب اور ہماری روشن طبعیاتی میں ہے کہ جب جناب محمدیؐ کو برہنہ علیہ السلام نے یار شافریز یا قاضی کا میں نے بیچ ادوار کے طلبہ کے حوالے کر دیا ہے کہ جس کی اسیر السحاب علیہ موضوع تحت قدمی ' جاہلیت کی ساری قدوریات آن ہمارے پاؤں کے پیچھے ہیں۔ گویا نبی کریم صلی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جاہلیت ۱۰۰۰ سالوں سے جاہلیت کی ساری قدوریات اپنے پاؤں کے پیچھے روند کر نسل انسانی کو اس کے ادنیٰ صرف لے کر آگے بڑھا رہا ہوں۔ اس سے ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ سال اللہ کے مبارک قدموں کے پیچھے کون کون سی قدوریات پامال ہوئیں؟ ہمیں اس کا دورِ گرجہ پر لے جانا ہے کہ کون کون سی قدوریات تھیں جو حضورؐ کے سلطانِ نبوت سے پہلے عرب معاشرہ میں موجود تھیں لیکن سلطانِ تعمیل دین تک میں جٹا گئیں۔

ان قدوس میں ایک ایسی قدرتی شکر ہے جس کا سال پہلے ہمارے عروج پر قیام حضورؐ نے کیا کہ مرزا میرا اور میرا (ای) امت کا باہمی پیغام ہے تاکہ تم کہو: یا ایہا الناس قبولوا الہ الا اللہ (مصدقہ حوالہ) (سنہ ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء) لیکن اس پر اب کا عرب کوئی بہت خاندانی فیصلی تھا ایک قدرتی حق پرستی، عرب معاشرے میں عرب اور غلام کالے اور گورے کا فرق قیام حضورؐ نے ختم کیا۔

ہوئی پارے مگر اور کہ جسے تک آپ کے ساتھ دینا کے سامنے فی تہذیب بنا کر پیش کر دیا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ وہی جاہلیتہ قدیمہ ہے جو اب بھی اہل کفر کے حوالے سے منسوب ہو تو وہ جاہلی تہذیب کہلاتی ہے اور آج مغرب کے حوالے سے منسوب ہو کر آئے آرت اور پھر کراہیدیا جاتا ہے۔

سوسائٹی کی خواہشات یا آسانی تعلیمات؟

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انوارح کے موقع پر ایک تاریخی اعلان فرمایا کہ جاہلیت کا دور ختم ہو گیا ہے اور علم کا دور شروع ہو رہا ہے۔ حضورؐ نے علم کس چیز کو قرار دیا؟ وہی تو آسانی تعلیمات کا دنیا کا کتاب اللہ اور سنت رسول کو۔ آج بھی دنیا میں جھڑا اسی بات کا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پھر لڑا دار ہے سولائزیشن کی جنگ ہے اور تہذیب و ثقافت کی جنگ ہے، اصل میں بنیادی اختلاف اسی ہے کہ ہم نے اپنی خواہشات پر چلتا ہے یا آسانی تعلیمات کی ہلاکتی قبول کرنی ہے۔ اس کو تو ان آپ کچھ بھی دے دیں جھڑا اور اصل یہی ہے۔ یہ پچھلے سال کارٹون کا سلسلہ تھا۔ قادیاندار کے صحافی نے ایک روز نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو جاپن کے کارٹون چھاپے تھے اس پر بڑی بحث چلی تھی اور خود شک روز کا ایک بڑا اہم مضمون چھاپا تھا اس مضمون میں چھ ایک ہا میں اس منگھو سے حلق ہیں۔ میں وہ عرض کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ہم میں اور مسلمانوں میں غریبی کا فرق یا تہذیبی طور پر کفر یعنی ہے۔ اس نے کہا کہ ہم نے تو خدا اور رسول اور کتاب کا حوالہ اپنے ذہنوں سے اتار دیا ہے۔ ہم کوئی فیصلہ کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ ہاتھ میں کیا رکھا ہے۔ کوئی قانون طے کرتے وقت نہیں دیکھتے کہ اس کی کیا ہے۔ کوئی بات کہتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی کیا ہے۔ ہم کوئی کیا تھا۔ ہم آزاد ذہن سے فیصلے کرتے ہیں۔ پھر کہا کہ مسلمانوں نے انہی تک خدا اور رسول اور کتاب کا حوالہ اپنے ذہنوں پر مسلط رکھا ہوا ہے۔ یہ فرق ہے کہ ہم میں اور مسلمانوں میں ایسے جھڑا نہیں ہو رہی۔

اس کی یہ بات ٹھیک بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان سمجھتے ہی سے عمل بد عمل کیوں نہ ہوں لیکن آج کے ذہنی حقائق میں یہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ خدا اور رسول کے ساتھ ہماری گفتش آج بھی قائم ہے۔ خدا اور رسول کا حوالہ ہمارے ذہنوں سے اترا نہیں ہے۔ یہ بات

ہمارے لیے تو خوشی کا باعث ہے، لیکن دینا کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ اور یہ حال اسے مضبوط ہے کہ دنیا کے کسی طبقے میں بھی بد عمل سے بد عمل اور بد عمل سے بد عمل مسلمان کو بھی اگر آپ نے غائب کرنا ہے تو آپ کو خدا اور رسول کے حوالے سے بات کرنا پڑے گی، کوئی ذرا نہ آپ کی بات نہیں سنی لے گی۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں بھی وہ ایک جو امر قرآن و سنت کے خلاف بات کرتے ہیں وہ خدا اور رسول کا ہی دوسرے۔ وہیں سے کوئی بات تاویل کر کے نکالیں گے۔ اگر یہ حوالہ نہیں دیں گے تو اس حال میں اس کی بات نہیں سنی جائے گی۔

آسانی تعلیمات کس کے پاس ہیں؟

تو طعنی سرائی نے یہ تشویش ظاہر کی کہ ہم نے تو یہ حوالہ چھوڑ دیا لیکن مسلمان یہ حوالہ کیوں نہیں لے رہے۔ اس میں بھی کھینچ پھینچ کے شیعہ کا آدمی ہوں، کچھ تو کچھ بتا ہوں۔ اس پر میں نے ایک روز سے ایک مضمون میں سوال کیا کہ تمہارے پاس تھا کیا جو تم نے چھوڑا ہے؟ تم کہ بات کا جواب دیتے ہو ہم پر؟ تمہاری انجیل دینا میں اس وقت سے کہیں؟ تو رات کا جو ہے کہیں دینا میں؟ پھر آگیا ہے تم نے؟ لیکن ہمارے پاس تو کتاب اللہ موجود ہے۔ یہ بہت بڑا ایماندار فرق ہے۔ اور یہ ایسے ہی کپ شپ نہیں کر رہے ذہنی حقائق کی بنیاد پر بات کر رہے ہوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ دنیا کا کوئی یہودی دینا کے کسی حصے میں تو رات کے کسی طبقے یا تھک کر یہ بات کہے کہ یہ تو رات ہے اور کسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، اور دنیا کا کوئی یہودی دینا کے کسی حصے میں تو رات کے کسی طبقے یا تھک کر یہ بات کہے کہ یہ وہ انجیل ہے جو میں علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، کوئی یہودی کوئی یہودی یہ صحت نہیں کر سکتا اور دنیا کا ہر مسلمان دینا کے کسی بھی طبقے میں قرآن کریم کے کسی بھی طبقے یا تھک کر یہ پوری تسلی کے ساتھ یہ کہہ دے گا کہ یہ وہ قرآن ہے جو میں صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا میں نے کہا کہ ہمارے پاس تو یہ موجود ہے۔

حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کی حیات مبارکہ

اسی طرح آج کل ایک قلم حضرت مصطفیٰ علیہ السلام پر چل رہی ہے۔ ایک قلم اس سے پہلے بھی بن

تجلی ہے۔ اس فلم کے حوالے سے دنیا میں ایک بحث چلی۔ ایک مغربی دانشور نے سوال کیا کہ ہماری مینیجر پر غم تو تم نے بانی مود کہاں سے لیا؟ انسانی بیٹے یا بیٹیاں نے نکالے کہ ہمارے پاس مینیجر کی حیات پر چند واقعات سے زیادہ کوئی مستند مواد نہیں ہے۔ انسانی بیٹے یا بیٹیاں ایک مستند حوالہ تصور کیا جاتا ہے۔ تو اس مغربی دانشور نے یہ حوالہ دے کر سوال اٹھایا کہ تم نے فلم تو بانی لیکن مود کہاں سے لائے ہو؟

الحمد للہ ہم مسلمانوں کے پاس حضرت مینیجر پر اس سے کہیں زیادہ مواد موجود ہے۔ مینیجر علیہ السلام کا خاندانی پس منظر ہم جانتے ہیں ان کی والدہ کو ابورکیب سے پیدا ہوئیں پرورش کہاں ہوئی سہم جانتے ہیں۔ مینیجر علیہ السلام کی والدہ کہاں ہوئی؟ کوئی کہہ سکتی ہے لیکن میں کیا کرتے تھے بھائی میں کیا کرتے تھے بھائی میں تک جانتے ہیں کہ اب کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اور جب دنیا میں ان کا وہ بار و زول ہوگا تو جب وہ یہاں آکر کیا کریں گے۔ ہم تو یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے پیارے نازل ہوں گے۔ ان کے شہر میں آئیں گے اور آکر اس دنیا میں کتنا عرصہ رہیں گے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی شادی کہاں ہوگی کسی قبیلے میں شادی ہوئی ہوگی۔ کتنے بچے ہوں گے۔ بچے پیدا نہیں ہوئے لیکن ہم میں معلوم ہیں ان کی وفات کہاں ہوئی ہوگی؟ وہ کہاں دفن ہوں گے۔ ان کی قبر مبارک کی جگہ ہم نے محفوظ رکھی ہوئی ہے اور اس کے لیے ہم نے ایک درج ہے کہ ہذا موضع قبر النبی عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و خاتم النبیین و خاتم المرسلین۔ چنانچہ ہم حضرت مینیجر علیہ السلام کے بارے میں ان سے کہیں زیادہ دانشور مود کے ساتھ جانتے ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ تم تک وہ اُن سے کہہ کر ہم نے خدا رسول اور کتاب کا حوالہ انہوں سے اتار دیا ہے تو میں نے جواب میں کہا کہ میرے بھائی! ہم پر عجب کس بات کا جہانے ہاں تمہارے پاس مجھ سے کتنا کیا؟ لیکن ہمارے پاس تو یہ سب موجود ہے۔ قرآن کریم بھی مکمل رکھی رکھا ہے البتہ کسی ایہام کے بغیر اور جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک آپ کے مشاہدات عالیہ آپ کے فرمودات آپ کی تعلیمات اصل حالت میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہم حضور کی حیات مبارک کے کسی حصے کے حقیقی معلومات حاصل کرنا چاہیں! ہمیں کوئی رکاوٹ نہیں

ہے۔ جس تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہے۔

میں ایک بات آپ کے علم کے لیے عرض کر دوں کہ دینوں لوگوں یہ بات چل رہی تھی تو میرے ذہن میں ایک خیال آیا حضور کی حیات مبارک کے بارے میں سال بہ سال تعلیمات ہمارے پاس رکھنا ہر موجود ہیں کہ پہلے سال کیا ہوا تھا دوسرے سال کیا ہوا تھا تیسرے سال کیا ہوا تھا۔ میں نے سوچا کہ کوئی اللہ کا بندہ نہتہ نہتہ کہے تو کوشش کرے گا وہ بات تعلیمات بھی مرتب ہو سکتی ہیں۔ سو اچھا ہمارے پاس ہے اس محنت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک اشتہار آ گیا۔ لاہور میں سید قاسم محمود ہیں شاہد بکھار انسانی بیٹے یا بیٹیاں نے یہ ان کا کم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جہاں دے۔ اشتہار یہ تھا کہ ہم نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک پر بلاجہ باتیں مرتب کر لی ہیں۔ یہ سنیں! اگر مصلحتی کتاب ہے جو وہ دونوں میں مارکیٹ میں آجائے گی۔

مغرب کی ایک فضول خواہش

تو میں نے ٹیگ روز کے جراب میں کھسکا کہ تمہارے پاس تھا کیا جو تم نے چھوڑا جبکہ ہمارے پاس تو یہ موجود ہے اس پر میں نے ایک لطیفہ لکھا کہ دوست! آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اللہ تمہیں اگر دو گز پاؤں دے دے تو تم کیا کرو گے؟ دوسرے نے کہا ایک تمہیں دے دوں گا۔ پہلے نے پھر کہا تمہیں اللہ دو مکان دے دے تو کیا کرو گے؟ دوسرے نے کہا ایک تمہیں دے دوں گا۔ پہلے نے کہا اگر اللہ تمہیں دو گاؤں دے دے تو کیا کرو گے؟ دوسرے نے جواب دیا بھائی صاحب! دوسرے پاس پہلے سے موجود ہیں ماں پر نفرت رکھو۔

تو ابھی ہمارے پاس وہی بھی ہے قرآن کریم بھی ہے حضور کی تعلیمات ہیں ہمیں بالکل اصل حالت میں ہیں کسی شبہ کے بغیر ہیں۔ اگر دنیا کا کوئی آدمی ہم سے یہ توقع رکھتا ہے کہ ہم چھوڑ دیں گے تو بہت بڑا بے وقوف ہے۔ اس لیے اصل کا ملانہ کرنا چاہیے۔ ذرا خود سوچئے کہ جو لوگ دانشمندانہ یا سائنس دانوں میں جتنی کھنڈر و بربادیوں کی تعداد قرآن کریم پر دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک ایک جزو کو بیان کرتے اور سننے سناتے ہیں حضور کا ایک ایک ارشاد نقل کرتے ہیں ان سے کوئی یہ توقع رکھے کہ وہ سب کچھ چھوڑ دیں گے تو اس سے

بڑا بے وقوف کون ہوگا۔

بات میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودھواہ کے اعلائیات میں ایک بہت بڑا اعلان کیا کہ: کل امر السجادیہ موضوع تحت قدمی۔ چاہیے کی ہر قدر آج میرے پاؤں کے نیچے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تہذیب و تمدن میں اس لحاظ کی جنگ میں اور دور چاہیے اور علم کی نشان دہی میں حضور کا یہ ارشاد بہت بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے لیے راہنما ہے۔ اسی سے ہم رہنمائی حاصل کریں گے۔

جیسا کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمادیا چودھواہ کے موقع پر حضور نے اسی حوالے سے میں ایک حبیہ فرمائی: بظاہر ہم سنتے سنا رہے ہیں لیکن جب اس کے پس منظر میں یہ بات دیکھیں گے کہ بات فیک طور پر سمجھ آئے گی فرمایا: لا ترجعوا بعدی کفلاً اور بضر بضر بعضکم و قاب بعض لا ترجعوا بعدی ضللاً اور بضر بعضکم و قاب بعض۔ گویا آپ فرمادے ہیں کہ جس دور چاہیے سے نکالنے کے لیے میں نے بڑی محنت کی ہے بڑے مقابلے کیے ہیں بڑی تکالیف اٹھائی ہیں۔ دیکھو خطبات اور گراہی کا دور تھا کہ وہی طرف نگاہیں دیکھنے لگے چلے جائے۔ اس کی سب سے بڑی علامت کیا ہوگی اور چاہیے کی اقدار میں سب سے گہرا دھڑکن نشان دہی کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: بعضکم و قاب بعضکم و قاب بعض۔ ایک دوسرے کی گردن مارنے شروع کر دیا فرمایا کیا یہ کرنا چاہیے کہ وہی طرف دیکھیں چلا ہوگا اور اس امت پر اس کیلٹ اس امت پر خدا کے عذاب کی سب سے فوری کھلی قرار دیا۔

قرآن کریم میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے: قل هو العارف علی ان یعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعاً و یذیق بعضکم بأس بعض (۱۸: ۶۲) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں کسی قسم کے عذاب نازل کیا کرتا ہوں۔ اوپر آسمان سے بھی اور نیچے زمین سے بھی۔ دیکھیں اس میں یہ عذاب آئے ہیں۔ آسمان سے ہجر ہے جس اور زمین پر ڈھلے اور چلا آئے ہیں۔ عذاب کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک ایسا آیت

میں یہ بیان فرمائی کہ تمہارے لیے یہ عذاب بھی ہو سکتا ہے کہ خود جس ایک دوسرے کے لیے عذاب بنا دوں۔ عذاب کی سب سے خوفناک صورت ہے کہ اللہ اپنے عذاب آئے نہ چھپے سے بلکہ ابو یوسف شیعہ۔ جس میں گروہوں میں تقسیم کرنے و یذیق بعضکم باس بعض۔ اس کا محاورہ کا ترجمہ میں نے یہ کیا ہے کہ جس خاندان جنگی یا بھی کل اور خورزی کی صورت میں ایک دوسرے کے لیے عذاب بنادے فرمایا یہ چاہیے کہ وہی طرف دیکھیں چلا جائے ہوگا۔

خدا کی عذاب کی کئی صورتیں

سید محمد (رحمہم اللہ) کی روایت میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت پر خدا کا عذاب نازل ہوگا تو عذاب کی وہ صورتیں نہیں ہوں گی جو پہلی امتوں پر تھیں۔ کئی طور پر ہوں گی لیکن اجتماعی طور پر پہلی امتوں جیسا عذاب نہیں آئے گا۔ حضور نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اللہ امیری امت مارنی کی ساری قضا سالی سے برباد نہ ہو جائے۔ اللہ نے کہا نہیں ہوگی۔ پھر درخواست کی یا اللہ امیری امت ایک پارگی پانی میں فرق ہوئے چاہو کہ ہو جائے۔ اللہ نے کہا نہیں ہوگی۔ پھر درخواست کی یا اللہ امیری امت آپس میں نہ لڑے۔ اللہ نے کہا کیا اتنا ہوگا اس امت کی بد امتیوں کا عذاب بھی ہوگا۔ یہ لڑیں گے اور دنیا غارتشا ہو جائے گی۔

تنگی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں انصاف کے بجائے ظلم عام ہو جائے گا تو خدا کا عذاب آئے گا تو کسان الناس بنہم (اسن کبیری رقم ۶۱۹۱) یعنی خدا کے عذاب کی صورت یہ ہوگی کہ آپس میں خاندان جنگی ہوگی۔ آپس میں خون بہائیں گے نسل پر رنگ پر نیچے پر غارت پر زبان پر پتہ نہیں کسی کس بچے پر لڑیں گے۔

عذاب کی ایک دوسری شکل بعض روایات میں یہ آئی ہے کہ جب امت میں اسرار بالعرف اور نبی منہکر کوڑ کر دیا جائے گا تو سوائے خدا کے عذاب کی کئی شکل یہ ہوگی کہ: یوسرون علیکم شرارکم ثم بدعو علیہم فلا یستجاب لکم (مسند احمد رقم ۲۲۲۲۲) امت کے شر پر لوگ جن جن کرامت پر مسلط کر دیے جائیں گے یعنی امت کی قیادت شر کے ہاتھ میں نہیں ہوگی اور پھر امت کے ایک لوگ دعائیں کریں گے لیکن ان کی دعائیں بھی قبول نہیں

ہوں گی۔

چنانچہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دور جاہلیت کے خاتمے کا اور دورِ مہم کے آغاز کا اعلان فرمایا وہاں یہ بھی فرمایا کہ دیکھنا تمہیں میرے بعد کھر کے دور کی طرف واپس نہ پلٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کر دو۔ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہنا یہ تھا کہ اس لیے روشنی کا راستہ ہے علم کا راستہ ہے اور انسانی تہذیب کا راستہ ہے۔

ختم نبوت کا اعلان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایک اعلان یہ فرمایا :

لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا
وَصُمُّوا وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَقُوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ طِبْعَةَ طَبْعِهَا انْفُسَكُمْ
وَتَحْتَوْنَ بَيْتَ رَبِّكُمْ وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْكَمِّ لَدَخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

”میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پورا کرو اپنے ہاتھوں کی زکوٰۃ کا کرو اور اپنے جسم کی طاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“

فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ۔ یاد رکھو میں آخری نبی ہوں میں آخری پیغمبر ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور اپنی امت میں سے آخری امت ہو تمہارے بعد اب کوئی امت نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بغیر ادنیٰ عقیدہ قرار دیا۔ عقیدہ ختم نبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی پر حق دینی نبوت نہیں آئے گی۔ جبہ اولاد کے موقع پر بھی یہ اعلان فرمایا گیا اور دیگر بہت سے ارشادات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی کہ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن دین کا حقیقی معنی یہ ہے۔ فرمایا: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۔ اللہ تعالیٰ آج میں تمہیں دین کا حقیقی معنی یہ ہے۔ اور یہ مکمل کر دیا اور تمہارے لیے نعمت تمام کر دی۔ اس کے بعد اب کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی اور وہی دینی قیامت تک جہت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال سے اس کو واضح کیا۔ فرمایا: اِنِّیْ مِیْمِیْنُ الْبَصُوَاتِ وَالْغُلَامَاتِ کی اور میری مثال یہ ہے کہ جیسے ایک عمارت بن رہی ہے ایک ایک اینٹ دہری جا رہی ہے اور عمارت مکمل ہوگئی ہے لیکن آخر میں ایک اینٹ بنی ہوئی باقی ہے فرمایا وہ آخری اینٹ میں ہوں: فَاِنَّا السَّلْبَةُ وَفَا حَاتَمَ النَّبِیْنَ۔ (حدیث، رقم ۳۴۷۷) گو یا جس اینٹ کے ساتھ نبی کی عمارت مکمل ہوئی ہے وہ آخری اینٹ میں ہوں میرے بعد اب اس میں کسی نئی اینٹ کی کھانک نہیں ہے۔ اور یہ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہوں آخری پیغمبر ہوں اور تم اس میں سے آخری امت ہو۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا اس پر مستقل رسالہ ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ ختم نبوت کا جن ارشادات میں ذکر کیا ہے وہ روایات انہوں نے اس سلسلہ میں جمع کی ہیں اور مجموعی طور پر یہ ایک سو سے زیادہ روایات ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کا اور اس عقیدہ کا ذکر فرمایا کہ میرے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔

آپ حضرات اس حوالہ سے اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ کر لیں کہ کبھی حضورؐ اس دنیا میں آکر ہوا ہے لیکن ایہام پیدا ہونے کا کوئی امکان ظاہر ہوا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً وہاں وضاحت کی ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت سے کہ فرزندِ زکوک کے موقع پر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کو میرے ساتھ چلو اور نہ جانے والوں پر بڑا مشکل کا اٹھایا فرمایا۔ لیکن اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ آپ پیچھے رہیں گے۔ حضرت علیؑ کے لیے حکم تھا کہ ساتھ نہیں جانا۔ حضرت علیؑ نے یہ بیان ہونے کے عرب کی حدود سے باہر یہ پہلا سفر کہے اور میں اس میں شریک نہیں ہوں کہ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تم نے زیادہ بے باکر بنا رہا ہے جیسے کہ صحابہ ایسے ہیں کہ میرے مگر کا بھی کوئی آدمی صحابہات سنبھالنے کے لیے رہتا ہے۔ دوسرے حضورؐ نے مدینہ منورہ کا امیر عبد اللہ بن عمرو بن ام مکتوم کو کھلیا تھا۔ اس فرزند میں بھی مدینہ جاتے تھے اس کا ہمینہ وہاں رہے اور مدینہ و انہی میں لگا۔ تو حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ پیچھے رہیں۔ اور حضرت علیؑ درخواست کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ! خود آپ جہاد پر جا رہے

ہیں اور مجھے یوں میں اور خودوں میں چھوڑ کر چارے ہیں۔ "اقصو" نے ایک جملہ فرمایا: احمسا نرشی أن تكون منی بمنزلة هارون من موسىٰ۔ علیٰ اکمال اس بات پر راضی نہیں ہو کر تھے۔ امیر اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق؟ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر جاتے تھے تو چھپے اپنا قائم مقام ہارون علیہ السلام کو بتا کر جاتے تھے۔

اب یہاں سے ایک بڑا سادھریہ آتا ہے کہ ہارون علیہ السلام تو بخیر تھے۔ حضورؐ نے فوراً ساتھ ہی کہہ دیا: الا انه ليس نبي بعدی (بخاری ۳۰۶۳) نبوت میں لے گی بھائی نبوت میرے بعد کسی نہیں ہے۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اس مسئلے کی حاسیت دیکھئے کہ اراشہ یا ذہن میں کہ ہارون علیہ السلام تو بخیر تھے اور جناب نبی کریمؐ حضرت علیؑ ہارون سے تشریف دے رہے ہیں تو شہدہ کرنے کے لیے ساتھ ہی فرمایا کہ الا فيه ليس نبي بعدی۔ میرے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار شہادتوں میں اس بات کی وضاحت کی اور یہاں بھی اعلان فرمایا کہ لا نبي بعدی ولا امة بعدك میرے بعد کوئی نہیں ہو گا۔ میرے بعد کوئی امت نہیں آتی امت قیامت تک پڑے گی۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ایک اور اعلان سے تعمیر کیا۔ ایک موقع پر ہاتھ دھو اٹھوں کو جوڑتے ہوئے بیان فرمایا: بعثت انسا والساعة کما تهن (بخاری ۲۰۳۳) میں اور قیامت میں ان جہنم میں کوئی فاصلہ نہیں میرے بعد اس قیامت سے میرے بعد ہر قسم ہو گا تو کسی اور کا۔ اب میں آئے گا میں قیامت آئے گی۔ کوئی آپ نے فرمایا کہ میں قیامت کی مثالوں میں سے کوئی مثالیں ہوں۔ آخری نبی میں ہوں اور اس کے بعد قیامت ہے اور میں کوئی اور نہیں۔

آن کل جگہوں کا دعویٰ ہے کہ End of the history ہم ہیں ہم پر تہذیب مکمل ہو رہی ہے ہم آخری دور میں ہیں میں کیا کرتا ہوں کہ میں بھی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ End of the history میں ہوں۔ تاریخ آخری دور میں ہوں آخری مرحلہ میں ہوں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اظہار کی روشنی میں میں عرض کیا کرتا ہوں کہ مغرب کا آخری تہذیب ہوئے گا دعویٰ کیا نہیں

ہے۔ آخری تہذیب ہم ہیں۔ البتہ وہاں ہمارا کوئی ہونے کا ہر دور اور عمر اس بات پر ہے۔ اس بارش کے ساتھ میرے حضورؐ نے فرمایا: الا خبروا الله انتم ستارون رہو واعبدوا ربکم، اپنے رب کی عبادت کرو۔ صلوا علیکم، پانچ نمازیں پابندی سے پڑھو۔ صوموا شہر کم، اس مہینے کے روزے صومو اور زکوٰۃ اموالکم، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ آگے بڑھ کر: علیکم السلام علیہ علیہ وسلم، جب تم اپنے مال کی زکوٰۃ دو تو جہار میں اس کے لیے ہر شخص ہر مومن اللہ کی بارگاہ میں اپنے مال سے زکوٰۃ کا حصہ چاہتا کر رہا ہوں اسے ہر جگہ رکھتے رکھتے پڑے ہوئے ہو اور مجھ سے دے رہے ہیں۔ ناحیون صلت ربکم، اپنے رب کے گھر کا کچ ادا کرو تو اس میں اسلام کے پانچوں ارکان آگئے تو حید علی اللہ بھی روز بھی آگے بھی روز کو دے گی۔ بخاری: اعلیٰ صوموا ولا تہملوا شہر کم، جہاد سے اولاد میں اسلام کی رو سے جہاد سے عام میں ان کی اطاعت کرو۔ تہملوا جہد ربکم، یہ کام اگر تم کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

گویا اسلام کا نظام حضورؐ نے ان جہلوں میں رٹا کر دکھایا۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ کی عبادت کرو پانچ وقت کی نمازیں پابندی کرو اس مہینے کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو نبوت اللہ کا حج کرو اور دین کے مطابق حکومت کرنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کی اطاعت کرو تو یہ اعمال تمہارے جنت میں داخلے کا سبب بنتے ہیں گے۔

نسلی اور لسانی تقاضا کرنا خاتمہ

جہاد اور اس کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اہم احکامات فرمائے اس میں ایک اعلان یہ بھی تھا کہ جاہلیت کے دور میں عرب معاشرہ نسلی زبان اور رنگ کے تقاضا کا معاشرہ تھا۔ قریناً قرین قرینوں کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ عرب غیر عربوں کو برا نہیں سمجھتے تھے۔ یہ سلسلہ آج بھی ہے۔ لہذا اس پر بھی مرضی لپکاوتی کی جائے لیکن رنگ اور نسلی کی بنیاد پر تقاضا اور برتری کا یہ جذبات آج بھی صاف جھلکتا ہے۔ نظر آتا ہے۔ ہمارے میدان میں ہے باقی دنیا میں بھی ہے۔ علاقائی سطح پر بھی ہے عالمی سطح پر بھی ہے۔ یہ بات اس زمانے میں مردانہ تھی۔ آپ اس سے اعلا دیکھتے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پتے کے بعد جب کہ پکا کھجور مل گیا تھا پادیاں منگو لیں کہ وہ کھجور سے پکا کیا تو حضور نے ہال دینی اللہ اللہ سے کہا کہ بیت اللہ کی چھت پر کھجور سے ہو کر اذان دو۔

یہ اعلان ایک طوفان تھا اس معاشرہ میں کہ کیا یہ بھی ہو سکتا ہے! ہاں ایک تو آزاد کردہ غلام ہیں ایک کا لہ رنگ کے ہیں عربی نہیں ہیں صحابی ہیں بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہو کر اذان دے گا وہاں طوفان مچ گیا۔ لیکن اعلان چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تو کسی کی مجال ہے کہ کچھ کہے۔ لیکن ایک قریشی سردار نے یہ مہر دیکھا تو اس نے کہا اس کا جملہ تاریخ والے ہوں نقل کرتے ہیں کہ "میرے باپ تو بڑا خوش قسمت ہے" کہو یہ مہر دیکھنے کے لیے آج زندہ نہیں ہے۔" بعد میں یہ قریشی سردار صحابی ہو گئے۔ لیکن اس وقت جب یہ مہر دیکھا تو کہتے ہیں کہ آگھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور اپنے ہاتھ کا نام لے کر کہا کہ میرے باپ تو بڑا خوش قسمت ہے اس مہر کو دیکھنے سے پہلے دنیا سے چلا گیا۔ تو یہ مہر دیکھنے کے لیے زندہ نہیں ہے کہ ایک گولہ رنگ کا آدمی غیر عرب صحابی بیت اللہ کی چھت پر کھڑا ہے اور اللہ کا نام پکارتا رہا ہے۔

عام رواج یہ تھا کہ قریش اور غیر قریش کا خون رہا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ نہایت میں آتا ہے کہ قریش اور غیر قریشی کو قتل کرنا تو جواب میں قریشی نہیں سمجھا جاتا۔ غیر قریشی اگر کسی قریشی کو قتل کرتا تو بدلے میں دوا دیں قتل ہوتے اور بحر عرب غیر عرب کی قتل گاہ عربوں کو اپنی زبان پر بڑا فخر تھا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی زبان ان کی قتل گاہ ہے۔ لیکن انہی غیر قریشی کہ اور عربوں کو کوٹھایا کہنا شروع کر دیں۔ انجی باقی وہاں جب کسی بھی کہتے تھے کہ یہ گوتے ہیں ان کو زبان نہیں آتی۔ عرب فصیح کو کہتے ہیں۔ عرب کا معنی معنی فصیح، بلیغ، عمدہ، مختصر کرنے والا اور عجیب کا معنی گھٹا کہ جس کے معنی زبان نہ ہو جو بول نہ سکتا ہو تو باقی ساری دنیا کو وہ بھی کہتے تھے کہ زبان اگر ہے تو ادب ہے۔ چنانچہ یہ سبائی قاطر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے پر اس پر کھڑا رہ کر کھڑا کیا۔ اور یہی اعلان سے موقع پر اس کی تاکید فرمائی۔ فرمایا یاد رکھو! لا بدکم واحدا وان اباکم واحدا کلکم من آدم وادم من قراب۔ لا فضل

لہربنی علی عجمی۔ ولا لاحمر علی اسود لو کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا میں آج تمام قسم کے نسلی و سبائی تفاخرات کو ختم کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں تم میں سے کسی عربی کو بھی یہ نصیحت نہیں ہے کہ اس کی سرخ آنکھ کے لیے یہ نصیحت نہیں ہے۔ صرف یہ اعلان نہیں فرمایا بلکہ ایک ایسی سوسائٹی قائم کی کہ وہاں ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ سارے اختلافات ختم ہو گئے تھے۔

اہل علم کا ادب و احترام

تاہمین میں ایک بڑے بزرگ گروہ ہیں عطاء الدین اہل رباع۔ بڑے محدث ہیں بڑے فقیہ ہیں بڑے عالم ہیں۔ وہ انھوں کے خاندان سے تھے اور آزاد کردہ غلام تھے سادہ رنگ کے تھے۔ لیکن ان کو فضائل زیادہ مناسب تھی اور یہ کہ ان کی جتنی جیسے لوہے ہوتا ہے۔ سلیمان ابن عبداللہ کہ اس زمانہ میں غلیظہ تھے آدمی دانا کے عطران حج پر آئے۔ عطاء الدین اہل رباع کہہ کہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ بڑے بڑے عالم بھی مسند پر بیٹھے تو ان سے پوچھتے تھے کہ حضرت! یہ مسئلہ کیا ہے۔ فقہا بھی مسند پر بیٹھے تو ان سے پوچھتے۔ ایک موقع پر عطاء الدین اہل رباع نماز پڑھ کر بیٹھے تھے اور سلیمان ابن عبداللہ کو دو تین مسئلے پوچھتے تھے۔ امیر المؤمنین نقیہ المسلمین کو حج کے مسئلے پر دو چار باتیں پوچھنی تھیں۔ اپنے بیٹوں کو لے کر آیا کہ بیٹا۔ حضرت نماز سے خارج ہوئے اور ایسی ہی بیٹے بیٹے کروں موز کوڑ پر چھائی فرمائیے! امیر المؤمنین صاحب نے موب پر بیٹھا ایک مسئلہ پوچھا اور امیر پوچھا۔ جب مطلوب مسئلے پوچھ لیے اور اللہ کر جانے لگے اپنے بیٹوں سے کہا بیڑا اطم حاصل کرو یہ طریقی ہے جس کی وجہ سے مجھے اس کالے کے سامنے اذلیل ہوا پڑا۔ یہ طریقی ہے جس نے اس کو یہ مقام بخشا کہ میں امیر المؤمنین ہو کر اس کے سامنے موب ہو کر بیٹھتا ہوں تو بیٹوں سے کہا کہ علم حاصل کرو! علم انسان کے موب پر بڑا دل دیتا ہے۔ یہ صرف علمی ہے۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کی سوسائٹی دنیا میں قائم کی کہ جس عطاء الدین اہل رباع کے سامنے امیر المؤمنین سلیمان ابن عبداللہ کا بھی موب ہو کر بیٹھتا ہوتا تھا۔

ایسی طرح کا ایک نور واقعہ ہے۔ امام مالکؒ نے بڑے لوگوں میں سے تھے بہت بڑے امام تھے۔ ان اشراف کا زمانہ تھا اس نے امام مالکؒ کو پچاس ہجرا کہیں آپ سے شکر دینی کا شرف حاصل

تقویٰ کے معیار پر پورا اترتے ہیں تو وہ حکمت والے ہیں اور ابولہب اس معیار پر پورا نہیں اترتا تو لعنت کا مستحق ہے اور اللہ پاک کی طرف سے غضب کا مستحق ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انواع کے موقع پر اس اصول کی بطور خاص وضاحت فرمائی: **فرمائی ایہا الناس! ان ربکم واحد**۔ اسے تو گواہ تھا کہ ابولہب ایک ہے۔ وہ ابولہب کا واحد، اور قتادہ ابولہب بھی ایک ہے آدمی کو اور دوسرے۔ الا لا فضل لعربی علی عجمی، کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے۔ ولا لعجمی علی عربی، اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں ہے۔ ولا لاسود علی احمر، کسی کالے کو سرخ پر فضیلت نہیں ہے۔ ولا لاحمر علی اسود، کسی سرخ کو کالے پر فضیلت نہیں ہے۔ ہاں الا بالتقویٰ۔ وہی جو قرآن پاک نے بتایا: **ان اکرمکم عند اللہ التکم** (الحجرات: ۱۳) کہ ایمان تقویٰ کرو اور اصل صالح کی بنیاد پر فضیلت ہے۔ ایک اور جگہ یہ قرآن کریم یہ ذکر کرتا ہے کہ **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناه اسفل سافلین** (التین: ۹۵، ۹۶) کہ جس تقویم بھی جی ہے اور اصل سالمین بھی جی ہے۔ سب سے عرب کا نہیں ہی کہ بہا و سب سے نیچے کا نہیں ہی کہ ہے۔ لیکن کس بنیاد پر؟ ایمان تقویٰ کرو اور اصل صالح کی بنیاد پر۔

انتقام و انتقام کی قبائلی رسم کا خاتمہ

پھر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں جاہلیت کے دور کے خاتمے کا اعلان فرمایا کہ جاہلیت کی رسمیں میں سے نعمت کر دی ہیں ایک وہی اعلان تھا کہ **کسل لہم الجاہلیۃ** موضوع نہحت قسمی۔ جاہلیت کی مادی قدریں آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ لیکن وہ کا آپ نے بطور خاص ذکر کیا۔ فرمایا: **دعوا الجاہلیۃ** موضوعہ، جاہلیت کے دور میں جو بدلے اور خون کا روانہ تھا وہ میں نے ختم کر دیا ہے۔ قبائل میں بدلہ بدلہ کا وہ قانون تھا۔ قبائل میں ہوتا ہے کہ ایک قبیلہ کا آدمی کسی اور قبیلہ کا آدمی قتل ہو گا اور ضروری نہیں کہ قاتل جی قتل ہو۔ اس قبیلہ کا کوئی آدمی مارا جائے گا۔ دوسرے قبیلے کو اب پھر اس قبیلے قتل کا آدمی مرے گا اور پھر یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

حرب بھارت و قتلوں کی ایک مشہور جنگ جس کو ایک سو سال قبل مکی میں بات شروع کیا کہیں سے ہوئی تھی؟ کہتے ہیں بات یہاں سے شروع ہوئی کہ ایک آدمی کا درخت تھا جس پر کبوتری نے ٹھونسا مار رکھا تھا اس سے دس دس کے تھے تو کسی نے اسے خبردار کر ٹھونسا مارا اسے تو دیے۔ پہلے آدمی نے کہا کہ اچھا میری زمین پر مجھ سے درخت ہے اس نے یہ کہہ دیا تو کبوتری تو چلی ہوئی ہے۔ کبوتری کا اڑنا نہیں، یہ تو میری زمین کا کھٹکائی ہے۔ یہ تاک بڑی خطرناک شے ہے۔ اس نے حجر مارنے والے کو قتل کر دیا۔ اس کا دھوکہ دووں کے قبائل کے درمیان ایک سو سال تک جنگ رہی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بڑی جلیل بہت فرماتی ہیں کہ اس اور خزیل کے درمیان پہلی بار صلح ہوئی۔ جنگ رہی ہے۔ یہ دونوں انصار کے قبیلے تھے انہوں نے ایک دوسرے کے جوان قتل کر دیے بہت بربادی ہوئی۔ پھر جنگ آ کر بڑے بڑے کھٹکے ہوئے کہ یہاں کوئی راستہ نہ تھا آخر آپ تک پہنچ گئے تھے۔ اب جب اس طرف کی جنگ ہو چکا تھا اس میں ایک دوسرے پر اتفاق نہیں ہوتا۔ ملے ہوا کوئی تیسرا آدمی تلاش کیا جائے جس پر ہم دونوں کھٹکے ہو جائیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس اور خزیل کے قتلوں کو حج کے موقع پر مکی میں ان کے بیٹوں میں دعوت دینے آئے تو انہوں نے آپس میں کھس پھسری اور کہا کہ بھئی، یہ آدمی ٹھیک ہے۔ ان کو جگہ کی ضرورت ہے۔ ہمیں آدمی کی ضرورت ہے۔ تو یہ حق ضرورت، حضور خائف کے واقعہ کے بعد اس تلاش میں تھے کہ مجھے کوئی فکاد نہ ملے تو میں وہاں اپنا سر نکھڑاؤں۔ یعنی کوئی قبیلہ اپنی مری سے میں اس چوٹ اور اس کے لیے آپ بیٹوں میں جا کر مختلف قبائل کو فوت دے رہے تھے۔ اور وہ اس اور خزیل اس تلاش میں تھے کہ کوئی ایسا آدمی ملے جس پر ہم اکٹھے ہو جائیں۔ چنانچہ یہ وہاں میں ملے تو کہیں قرآن قبائل نے کہا کہ تم چم چم آؤ آپ انہوں نے ہاں ٹھیک لے لیں۔ پھر اگلے سال بیت معقہ کوئی ہوئی پھر اس سے اگلے سال بیت معقہ چلیے۔ پھر سارے معاہدات آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عجم کیا آپ بھارت کر چکے تھے۔

حضرت عائشہ ان واقعات کی حکمت اور اس کے غلط پر ایک خوبصورت تبصرہ کرتی ہیں۔ یہ بھی یہ مستقل موضوع ہے یعنی علم اسرار دین۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ جنگ بھارت میں اس اور خزیل

کے بڑے بڑے سردار قتل ہو گئے تھے اور انصار میں بڑا انتشار و اضطراب مچا رہا تھا۔ لیکن یہ جنگ نیچر بن گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کو رخ پلے لے آئے۔ (بخاری رقم ۳۳۳۹) اگر یہ جنگ نہ ہوتی یہ اسباب پیدا نہ ہوتے تو انصار حضور کو کھٹ سے پتے پر یہ صورت حال پیدا نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے حالات اس جنگ کے ادریچے سے پیدا کیے کہ حضور یہاں تشریف لائے۔ تو یہ نکتہ کی بات ہے کہ بظاہر ایک واقعہ بڑا ہی خوفناک ہوتا ہے لیکن اللہ رب اعز اس کے اندر سے کوئی خیر نکال لیتے ہیں۔

میں اس بات کو ہاتھ کر ہاتھ کر چاہتے تھے کہ ان میں بدلہ دے جاؤں کہ ان قاتل یہاں تک کہ انہیں اپنے بچوں کو ہریاں دے دے کہ کہیں بڑھایا کرتی تھیں کہ تہار سے باپ کا قتل فلاں کہنے تم نے بڑے ہو کر اس کا بدلہ لینا ہے۔ یعنی اور یوں میں یہ باتیں بتا کر کرتی تھیں کہ تہار سے باپ کو فلاں سے قتل کیا تہار سے دادا کو فلاں سے قتل کیا تہار سے چچا کو فلاں سے قتل کیا اس لیے فلاں کا بدلہ ہی تہار سے دے دے فلاں کا بدلہ ہی تہار سے دے دے۔ اور دے دے اب آج بھی یہاں اس کا بدلہ ہی میں پیدا ہوا موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا: دساء السجاء علیہ من صلی علیہ وسلم و ساءت کے سارے خون بدلے آج میں قتل کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ آج کے بعد اس کے بدلے میں کسی کوئی کسی گئے بدلے میں لے گا کہ کہیں تو آخر یہ ایک گہنی قحطی جھل جھل میں صاف ہوا تھا۔ فرمایا کھیلے جتنے بدلے تہار سے آج میں جتنے سب قتل۔ اور فرمایا میں اسے گھر سے قتل کر رہا ہوں۔ درجہ دکن حادث کا بیٹا گھنچ میں کسی خاندان میں ۱۰۰۰ روپے کے بدلے میں لایا تھا وہاں کسی نے قتل کر دیا تھا تو روایت کے مطابق اس کا بدلہ لینا نہ کسی کے لئے تھا نہ فرمایا میرے مگر کا کچھ قتل ہوا تھا اور باقی دلی روایات کے مطابق ۱۱۰۰ اس کا بدلہ لینا ہے لیکن میں اس کو قتل کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ چنانچہ میں پہلے اپنے مگر کا خون حالت کرتا ہوں اور پھر تمام خوں کے قتل کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ آج کے بعد کھیلے کسی قتل کے جانے سے کوئی کسی سے بدلہ نہیں لے گا۔ فرمایا چاہتے ہیں یہ قدر میں تو ڈرتے کا اعلان کرتا ہوں۔

سوڈ کا خاتمہ

دوسری چالی تھری جس کا حضور نے بطور خاص ذکر کیا وہ ۱۱۰۰ ہے۔ فرمایا: ورسا السجاء علیہ

موضوع۔ چاہتے میں تم کو سونک دین کرتے تھے میں نے کس طرح کا اعلان کر دیا ہوں۔ فرمایا جس کڈ سے کسی کی کوئی رقم ہے اس کا مکمل رقم کسی کو نہیں دے گا قرآن نے بھی اس کی حرمت کا اعلان فرمایا: یا ایہا الذین امنوا انفقوا من ثروتکم ما یبغی من الزینا ان نکتم مومنین (نقرہ ۲۸۰) آج بھی دنیا میں یہی نکتہ ہے۔ قرآن کریم نے اس وقت جب اس کی حرمت کا اعلان کیا تو اس وقت میں اس پر بڑا سہاوت ہوا۔ کہا گیا کہ کتاب یہ قریش سے۔ قدوالا لیسما الصبیح مثل یومنا (نقرہ ۲۵۰) سو میں اور تمہارے میں کیا فرق ہے؟ یہ بھی بدلتے ہیں کاروبار کی ایک شکل ہے کہ بیچ نہ بیچیں۔ یہ دیکھا۔ اس وقت میں یہی دلیل پیش کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں بھی، احل اللہ البیع و حرم الزینا۔ بڑے مطالعے سے سوازم ہے۔ یہاں ذکر کر کے قرآن کریم نے ہر دو کو کہا کہ میں اس نے یہ بدلتے ہیں اس لیے اب گنج ہے۔ اس وقت میں یہ بحث چلی تھی۔

طائف والوں کی شرطیں

ایک بڑا دلچسپ واقعہ ہے جو سیرت کی تقریباً تمام کتب میں موجود ہے کہ طائف والے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے آئے تو اس میں مھر میں آئے کہ گنج کہ کہ بعد جس کی ازلی میں اللہ تعالیٰ نے کاپی طائف فرمائی اور ہر طائف کا سمر کو پیش آیا۔ طائف کا حضور نے سزا دی کہ تک صبر کیا لیکن کاپی میں نہیں ہوئی تو مھر وادھا کر اپنی آواز دیا۔ طائف والے بڑے خوش کہ یہ میں گنج نہیں کر سکے۔ یہ بات درست بھی تھی۔ طائف والوں کا پتا خندہ مدینہ منورہ گیا کہ کتاب آپ تو ہمیں گنج نہیں کر سکے مگر طائف دے دے آگے ہیں لیکن ہماری جگہ قریش ہیں۔ تمہندہ پیچھے یہ تھا کہ ہم گنج نہیں ہو سکے اس لیے ہم برابر کی سطح شرطوں پہ بات کریں گے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے اور دیگر سیرت نگاروں نے یہ واقعہ لکھا ہے۔ طائف والوں نے کہا کہ ہم کچھ تو یہ ہیں لیکن ہماری جگہ قریش ہیں۔ ان شرطوں میں چار یہ شرطیں تھیں۔ ایک شرط یہ تھی کہ کتاب آپ شراب کو حرام کہتے ہیں ہم شراب نہیں چھوڑ سکتے اور دیکھ دی کہ ہماری سمیٹ کا

مسئلہ ہے۔ آج بھی ظائف کی بڑی پیدوار ہو رہی ہے۔ کہا کہ ہمارے پاس انکو بیٹا ہوتا ہے۔ انکو کیا مارکیت میں کھینکیں تو کچھ خاص نہیں معاوضہ ملتا۔ لچر کرنا کچھ دیتے ہیں تو چار پیسے لکل آتے ہیں۔ دلیل دی کہ یہ ہمارا کاروبار ہے اس کے بغیر ہمارا سال نہیں گزرتا۔ کیا انکو کتنے پیسے کاٹے گا؟ پھر آپ کہتے ہیں کہ سود حرام ہے۔ ہمارا تو سارا کاروبار سود پر چل رہا ہے سو نہیں چھوڑ سکیں گے۔ تیسری بات یہ کہ آپ کہتے ہیں زنا حرام ہے۔ یہ بھی ہم سے نہیں چھوڑے گا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ہمارا بچہ لڑکھلڑکا مسند سے ہم میں شادیوں بہت دیر سے کرنے کا رواج ہے مگر انہیں ہوتا اس لیے ہم زنا بھی نہیں چھوڑیں گے۔ پھر ایک بات اور کہ ہم نماز پڑھیں گے تو کسی لیکن اتنے ناکٹ شیڈول کے ساتھ نہیں۔ عداوت اور تعداد ہم اپنی مرضی سے منتخب کریں گے۔ نماز سے انکار نہیں لیکن یہ پانچ وقت کی نماز کی پابندی ہم سے نہیں ہو سکتی۔ ہم خود اپنی مہارت سے اس کا انتخاب کر لیں گے کہ کس پڑھتی ہے اور کتنی پڑھتی ہے۔ تو یہ شرطیں ہیں ہماری۔ اگر آپ ان شرطوں کو قبول کرتے ہیں تو ہم اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہیں آپ ہمیں کھلے پنہا دیجیے۔ پانچ وقت کی نماز کی پابندی نہیں ہوگی شراب نہیں چھوڑیں گے زنا نہیں چھوڑیں گے اور سو نہیں چھوڑیں گے۔ باقی کچھ آپ کھلے پنہا دیجیے جو آپ نے پناہ مانا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ (شعلی انسانی، سیرت صفحہ ۳۱۲) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اسلام مختلف ہو اور سچ نہیں کے قائل ہے ظائف میں اسلام بالکل مختلف ہو کہ کچھ تو سہرا میں اور ظائف میں حلال ہو۔ اور یہ کہ کچھ میں پانچ نمازیں ہوں اور ظائف میں تین ہوں۔ کہ میں شراب حرام ہو اور ظائف میں حلال۔ فرمایا نہیں ہو سکتی کسی شرط کو قبول نہیں ہے۔

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ ظائف والوں کی شرطیں تھیں۔ ذرا دیکھیے کہ ہماری آج کی شرطیں کیا ہیں۔ یہ بھی ایسی ہیں (معاذ اللہ) جو بحیثیت مسلم قبول کرنے میں ہماری آج کی شرطیں بھی یہی ہیں۔ نماز میں صرف پانچ یا تین یا دو معاملات میں بھی ہم دنیا کے ساتھ چلتے باقی اسلام ہمیں قبول ہے۔ تو یہ معاملات جہاں تین چل رہے ہیں یہ حضورؐ کے زمانے میں بھی ایسے ہی چلتے رہے ہیں۔ شرطوں والے بھی اور دلیلوں والے بھی اور دینوں والے بھی سارے معاملات چلتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے

ہاں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جزیرہ افواج کے خط میں سنا تھا انہیں فرمایا: رہا الحاحا علیہ موضوع، وجاہلیت کے تمام سو قدم آج کے بعد جو بھی اس معاملہ میں ہے صرف اصل رقم کا حق دار ہے سوئی رقم ختم۔

یہاں بھی فرمایا کہ میں اپنے کچھ سے بڑا کر رہا ہوں۔ حضرت عباسؓ کو کاروبار کرتے تھے۔ ان کا کاروبار یہی تھا کہ وہ ہر کوئل کو قید دیتے تھے۔ بہت سے لوگوں کے ذمے عن کی رقبہ تھیں۔ فرمایا کہ میں اس کی ساری رقبہ میں ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ میرے بچا میں جو کچھ میں سود کا کاروبار کرتے تھے ان کی رقبہ میں جن کے ذمے ہیں ان کے ذمہ سو نہیں ہوگا صرف اصل رقم رہا جس ہوگی۔

باقی جہلیت کی باتیں جو حضورؐ نے مولیٰ اعلان سے ختم کیں لیکن یہ دو عین باتیں بطور خاص ہمارے ذکر کے ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

شیطان کا مورچہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ایک اعلان بھی فرمایا کہ لا وان الشیطان قد ابس ان یبعد فی ہلاکہم ہلہ الہذا۔ شیطان اس بات سے غافل ہو گیا ہے کہ ان شہروں میں یعنی جزیرہ العرب میں اب کبھی اس کی مہارت کی جائے اس کا حکم جانا ہے۔ جزیرہ العرب ہمیشہ تو حید کے دائرہ میں رہے گا۔ شیطان نے ہی یہ سارا کھیل چار کھانا تھا۔ کہ کہ گرو اور بیت اللہ میں یہ بتوں کی موجودگی اور یہ ساری چالیں قدریں شیطان ہی کا کاروبار تھا۔ لیکن فرمایا کہ وہ بالکل بے دخل نہیں ہوگا۔ مہارت اس کی نہیں ہوگی یہ جزیرہ عرب تو حید پر قائم رہے گا لیکن شیطان بالکل سے دخل نہیں ہوگا۔ وہ ہاتھوں میں گزیر کرے گا۔ و لکن یشکون لہ طاعة فیما لحقہم من احسانکم وسیرضی۔ شیطان اپنی باتیں غولے گا پھر چھوٹے چھوٹے کاموں میں جن کو ہم بہت حقیر سمجھتے ہیں، اور شیطان تم سے دو کام کر آؤں ہوگا تو حید اور قضیہ سے کیا بات میں تم اس کے پیچھے نہیں چلو گے لیکن چھوٹے چھوٹے کاموں میں شیطان تم سے اپنی بات منوانے گا۔ یہ ہے تفریق کی روایت میں اور مسند احمد کی روایت میں ہے: لکن یشکون لہ طاعة فیما

ہلکم، شیطان ایک بات میں تو ضرور کامیاب ہو گا کہ وہ جسیں آپس میں لڑائے گا ایک دوسرے پر اہرام لگے۔ عقیدہ و تہجد انہیں بکاؤ گئے گا لیکن ایک دوسرے پر اہرام سے گاہر اٹھنے کرے گا ایک دوسرے کے ساتھ لڑائے گا خانہ جنگی ہوگی خون بہایا جائے گا۔ یہ شیطان کے میدان ہوں گے۔ فرمایا شیطان شکست کھانے کا ہے لیکن آرام سے بیٹھیں چیشے گا حضورؐ نے خبردار کیا کہ اس سے بچ کر رہتا۔

جان و مال کی حرمت

بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ قرظانی کا دن قایم باخر تھا۔ آپ نے پوچھا: ائی شہر ہذا، یہ کیا سامینہ ہے؟ ہر براتیں عبداللہ بنی ریحی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ ورسولہ اعظم۔ یہ قرآن کو تھا کہ میری زبان سے۔ سچا معمول تھا کہ حضورؐ کوئی سوال کرتے تو پہلے سر ملے پر جواب بھی ہوتا تھا کہ اللہ ورسولہ اعظم، کہ اللہ بہتر جانتا ہے اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: بیچ کا میری بیٹھ ہے؟ کہا: رسول اللہ! اس بیچ کا میری ہے۔ آپ نے پوچھا: ائی یوم ہذا، آج کا دن کون سا ہے؟ کہا: اللہ ورسولہ اعظم۔ فرمایا: کیا یہ قرظانی کا دن نہیں ہے؟ کہا: ہاں رسول اللہ! ہاں قرظانی کا دن ہے۔ ائی، اللہ! یہ شہر کون سا ہے؟ کہا: اللہ ورسولہ اعظم۔ فرمایا: ایس اللہ! یہ اللہ ورسولہ! اس بیچ کا میری ہے؟ کہا: ہاں رسول اللہ! اللہ ورسولہ اعظم! یہ حق ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رسولوں کا عادلہ دی۔ اس بات کی بات کی اہمیت بیان کرنے کے لیے آدنی پہلے حق نہیں تھا کہ تیس شہر حرم سے بھی مزید حرمت والا ہے اور دن حرمت والا ہے۔

پھر فرمایا: ان اربعہ الکرم و اربعہ الکرم و اربعہ الکرم و اربعہ الکرم حرام علیکم کحرمہ علیکم۔ ہذا فی شہر کم ہذا فی شہر کم ہذا۔ تمہارے خون تمہارے مال تمہاری شہرہ اور تمہارے چلنے والے ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں۔ جس طرح اس دن کی اس شہر کی اور اس میری کی حرمت ہے۔ دعالکم، تمہارے خون ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ جس طرح تم اس دن کی اس شہر کی اور اس میری کی حرمت کا لگاؤ کرتے ہو اسی طرح ایک دوسرے کی جان کی

خفاقت کرو۔ و اربعہ الکرم، تمہارے مال بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں تم کسی کے مال پر ہاتھ نہیں ڈالو گے۔ جس طرح جان کی ایک دوسرے پر حرمت ہے، اسی طرح مال کی حرمت بھی ہے۔ چوری کو کھینچو اور کھینچو کوئی بھی عقل مال کو شہر پہنچنے کی اختیار نہیں کرو گے۔ و اربعہ الکرم، تمہاری عزت بھی ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ جس طرح کسی دوسرے کی جان و مال پر دست درازی حرام ہے، اسی طرح کسی دوسرے کی عزت پر ہاتھ ڈالنا بھی حرام ہے۔ اس کی لمبی تفصیل ہے کہ کسی کی عزت پر دھڑکنے کے کسی کو ہے عزت نہیں کرو گے کسی کا مذاق نہیں اڑائے کسی کو گالی نہیں دے کسی کی توہین نہیں کرو گے۔ یہ ساری باتیں اس میں شامل ہیں۔ تو فرمایا جس طرح مذبح کے دن اور حج کے میری کا احترام کرتے ہو، اسی طرح ایک دوسرے کی عزت کا احترام کرو۔ و اربعہ الکرم، تمہارے چلنے والے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

یہ سارے مسئلے بخاری کی روایت میں ہیں۔ جس طرح کسی کی جان لینا جائز نہیں، اس طرح کسی کو قتل کرنا بھی جائز نہیں۔ بلا جواز کسی کو پھڑی مارنا بھی جائز نہیں بلا جواز کسی پر ہاتھ اٹھانا بھی جائز نہیں۔ فرمایا یہ چاروں چیزیں تم پر حرام ہیں۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ سے خطاب کیا۔ فرمایا کہ اللہ کے کھراؤ تو اللہ کے پاس بہت محترم ہے لیکن ایک مسلمان کے خون کی حرمت تھو سے بھی زیادہ ہے۔ (طبرانی المعجم الکبیر، ۱۰: ۹۶۶، المعجم الاوسط، ۵: ۱۶۹) گویا بیت اللہ کا گرامر اور مسلمان کا خون برابر ہی ہے۔

یہ بات سمجھانے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ جیسے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ حجر اسود کے پاس آئے اسے بوسہ دیا اور سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ تو محض ایک پتھر ہے، میرے پاس نفع و نقصان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں جیسی بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں جیسی بھی نہ چرتا۔ (بخاری، رقم ۱۳۹۳) پھر کہہ کرنا حضورؐ کو اللہ کا اصل یہ بات سمجھانے کا ایک اہل ہوتا ہے۔ مقصد تھا اور گردے کو توں کو بات سناتا تھا کہ توں کا عقیدہ درست ہے۔

تو یہ بھی چیز اور ادوار کے موقع کا ایک بہت اہم اعلان ہے کہ ایک دوسرے کی جان کی مال کی

عزت کی اور ایک دوسرے کے چلنے کی حفاظت کرو۔ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاؤ کسی کا مال نہ غصب کرو کسی کو قتل نہیں کرو کسی کی عزت خراب نہیں کرو۔ فرمایا یہ تمہارے آپس کے حقوق ہیں۔

قیامت کے دن کی حاضری

یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انکم تسئلون عنی، کہ کل قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اللہ پوچھے گا کہ میں نے مغیر بھیا تھا اس نے کیا کیا تم لوگ کیا کہو گے آخر صابو نے عرض کیا رسول اللہ! بلغت و ادبت و نصحت، آپ نے اللہ کا بیٹا مہینا کیا ہے حق ادا کیا ہے اور غیر حق کی ہے۔ کہا کہ اللہ انہی کو مار رہا۔

پھر فرمایا کہ ایک سوال تمہیں خود تمہارے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ تسئلون ربکم و یسئلکم عن اعمالکم۔ رب کے سامنے پیش ہونا ہے کبھی اللہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا کہ تم کیا کر کے آئے ہو۔ مغیر نے پوچھا کیا کیا تھا یہ بھی سوال ہوگا اور تم میں کیا کر کے آئے ہو ان میں یہ بھی پوچھا جائے گا۔ اور اسی سترے سوال تو میرے کہ میں نے شرع ہو جائے گا۔ جناب یہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان اٹھ کر بارگاہ حق ہوگا اس وقت تک قدم آگے نہیں اٹھائے گا جب تک اس سوالوں کا جواب نہیں دے گا: عن عمرہ فیم افہاء کہ میں نے جہنم مردی تھی۔ میں نے جہنم سرائی میں کھجور کھائی مال کی زندگی تھی جی کیا کیا اس کا؟ وعن شبابہ فیم ابلادہ، میں نے جہنم برائی دنیا میں برائی کی صلاحیتیں کھر خرچ کیں؟ وعالمہ من ابن اکتسبہ وفیم اذلقہ اور میں نے جہنم دیا دیا تھا رزق بھی دیا تھا تمہارا زیادہ بتانا بھی دیا تھا لیکن دیا تھا وہ کیا تھا اور کیا خرچ کیا۔ وماذا عمل فی ما علم۔ اور جتنا علم اس کو حاصل تھا اس پر کتنا عمل کیا۔ (ترجمہ رقم ۲۳۳۰) تو یہ سوال پوچھے جائیں گے۔ زندگی کے بارے میں پوچھا جائے گا اور برائی کے بارے میں بالخصوص پوچھا جائے گا کہ برائی کے ساتھ کیا کیا۔

فرمایا: انکم ستئلون ربکم، تم اپنے رب کے سامنے پیش ہو گے۔ کا ناکات کی ہر چیز نکلتی ہے۔ نہیں دے گا سنا میں اس میں شک۔ یا ایک نیک حقیقت ہے جس کو کوئی جھٹلائے تب سامنا ہوگا

اور نہ مانے تب سامنا ہوگا۔ و تسئلون عن اعمالکم، اور انہی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اپنے اعمال کو سیدھا رکھنا کہ کل اللہ کا سامنا کر سکو اور سوال کا جواب دے سکو تو جی تہا رہا کیجی۔

۲۰۰

سوسائٹی کے کمزور طبقوں کے بارے میں وصیت

ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کمزوروں کو مشیقوں کے بارے میں بطور خاص وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کا خیال کرنا۔ لیکن وہ اپنا حق اپنے طور پر وصول کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ ایک خیم اور دو سو سو روپے خرچ کیا یہ کدوڑ ہیں میں ان کے حقوق کے بارے میں جس میں بطور خاص وصیت کرتا ہوں۔ لا تظلموا اللہ فی النساء، عورتوں کے بارے میں اللہ سے دتے رہنا۔ عورتوں کے حوالے سے بھی اور قیدوں کے حوالے سے بھی۔ اور تیسرا طبقہ جس کے بارے میں فرمایا کہ میں جس میں وصیت کرتا ہوں غلاموں کے بارے میں ماگوں کے بارے میں۔ اس زمانے میں غلام ہوتے تھے۔ آج بھی ہیں لیکن ذرا متواں بدل گئے ہیں۔ فرمایا کہ میں غلاموں کے بارے میں بطور خاص وصیت کرتا ہوں کہ وہ بھی تہادری طرح انسان ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے وقت جو معاشرہ تھا اس میں یہ تینوں طبقے فی الواقع مظلوم تھے۔ اور یہ تین بھی مظلوم ہیں اور اپلو بدل گئے ہیں نہ بدل گئے ہیں حوالے بدل گئے ہیں لیکن ہیں کسی۔ قرآن کریم نے بھی تینوں کو وصیت اور دعوت کا ذکر کیا ہے۔

تینوں کی حالت و ذرا

اس سوسائٹی کو سمجھنے کے لیے قرآن کے حوالے سے ایک بات میں ذرا تحصیل سے بیان کروں گا۔ حضرت عروہ ابن زہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت زہر کے بیٹے تھے۔ ام ایمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے بھی تھے اور شاگرد بھی بنائے گئے تھے۔ میں نے پہلے بھی کسی جگہ ذکر کیا تھا کہ ام ایمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علوم کو امت تک منتقل کرنے والے تھیں بڑے آدمی ہیں۔ ایک ان کے بچے کا نام ابن زہر تھا۔ دوسرے ان کے بھانجے عروہ ابن زہر تیسری

خاتون ہیں عروہ شاعرانہ ہیں محضرت عائشہؓ اصل جانشین سمجھا جاتا ہے۔ بڑی محدث اور فقیہہ تھیں۔ جو عروہ شاعر بھی تھے اور بھانجے بھی۔ محضرت عائشہؓ کو گویا پٹے ہیں بیڑوں کی طرح۔ عروہ بہت سے حوالوں سے اپنے سوا کچھ کا ذکر کرتے ہیں قرآن کریم کی کسی آیت کا سمجھنے میں کوئی اشکال نہ تھا تو محضرت عائشہؓ سے پوچھتے کہ کتاب جان ایہ آیت سمجھ میں نہیں آ رہی ہے ان میں سے ایک آیت کا میں اس وقت تذکرہ کروں گا۔

عروہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی ایک آیت سمجھ میں نہیں آ رہی تھی میں نے لٹاں جان سے پوچھا۔ یہ سورۃ النساء کی آیت ہے وہ ان حنفیہ آلا نقسطوا فی البیضی فتکھوا ما سبب لکم من النساء منی وثلاث ورع (انساء ۳۴) اس کا ترجمہ یوں ہے۔ وہ ان حنفیہ اگر تمہیں غلبہ ہو۔ آلا نقسطوا فی البیضی کہ تم قبیضوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے۔ فتکھوا ما سبب لکم من النساء جو عورتیں تمہیں اچھی لگیں۔ منی وثلاث ورع وہ وہ تو تین تین چار چار عروہ کہتے ہیں کہ میں نے لٹاں جان سے پوچھا کہ اس بات کا کیا مطلب ہے کہ قبیضوں سے اگر انصاف نہ کر سکو تو شاید ان ۱۲ بات کا آئیں میں کیا ہوں؟ جبکہ آیت کی تہ تیغ یہی ہے کہ اگر تمہیں غلبہ ہو کر قبیضوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو شاید یوں کرو۔ دو شاید ان کر دین کر دو بار کرو۔ ان دونوں جملوں کا آئیں میں رہا کیا ہے؟ قبیضوں کے ساتھ انصاف نہ کرنے کا شاید ان کے ساتھ کیا فعل؟ عروہ کہتے ہیں میں نے خالد مرتضیٰ لٹاں جان کی خدمت میں یہ سوال پیش کیا۔ حضرت جاکھڑ نے کہا کہ بات یہ ہے کہ جب تک اس معاملہ کا قصہ یہی مضر یہ نہ چل جائے یہ آیت تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

مکتھو کا یہ اصل صرف قرآن کریم ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ دنیا کی کسی بھی زبان میں مکتھو جب تک وہ اس کے بیک گراؤڈ میں نہ دیکھی جائے اس وقت تک اس کا مفہوم کچھ میں نہیں آتا۔ نہ اہل بیت جہاں اس کو اس ماحول میں بھی مٹی ہے۔ مکتھو کو اس کے اصل میں مختصر دیکھا جائے تو اس کا مطلب کچھ میں آتا ہے ورنہ اس بات کو ذات کچھ میں نہیں آتی اور آدنی الجھن کا ڈھانچہ ہو جاتا

ہے۔ ہم دنیا کی اصطلاحات میں اسے پس منظر اور ماحول سمجھ کر لفظ کہتے ہیں جبکہ قرآن کریم کی تفسیر کی اصطلاح میں اسے شان نزول کہتے ہیں۔ شان نزول آج سے کب نازل ہوئی تھی کیوں نازل ہوئی تھی اس اور وہ مسئلہ کیا تھا جو اس آیت کے نزول کا سبب بنا؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب تک اس آیت کا پس منظر قہر ہمارے سامنے نہیں ہے اس لیے اس آیت سے کچھ نہیں ہوتا۔ قرآن آ رہی ہے۔ پھر اس کے پس منظر کی وضاحت کی۔ قرآن فرائض کا مسلم تھا۔ جیسا کہ قرآن کی نظام میں ہوتا ہے کہ ایک قیوط کا سرور اپنے قیوط کے نظام حالات کا کلی اور سردار ہوتا ہے۔ چنانچہ ہوتا ہے تھا کہ کوئی شخص فوت ہوتا۔ اس کی بیٹی تنہم ہو جاتی تو اس کا فیصلہ بھی خاندان کا سردار ہی کرتا۔ بیٹی کا پھر اگر جائیداد غیرہ کا چارہ یا چاہے کو بیٹی خواہ صورت ہوتی تو سردار کی نیت خراب ہو جاتی تو وہ اس بیٹی کو اپنے حرم میں لے آ لیتا ہے کہ کہہ کر کہ اسے اپنے نکاح میں لیتا ہوں، لیکن اس پر یہ سب ہونے کا کافیہ اٹھاتے ہوئے اس کے سرور دیگر حقوق میں اس کی عقل کو کرتا۔ سورۃ النساء اس آیت سے شرف قرآن کریم نے دراصل اس بات پر پابندی لگائی۔ فرمایا: تنہم بیٹی ہے اگر تم انصاف کر سکتے ہو تو متع نہیں ہے لیکن اگر انصاف نہیں کر سکتے تو بچوں کو کھانا کھوا دو اپنے حرم میں ذال کر انہیں ان کے حقوق سے محروم نہ کرو۔ (بخاری ۳۳۱۶)

چار سے زیادہ بیویاں

اس کے علاوہ بیچ بچوں کی تعداد اب بھی کوئی پانچویں نہیں ہوئی تھی۔ ساری سرداروں نے تو سوچا بھی نہیں ہوئی تھی۔ دس نہیں پچاس سو سو سرداروں کے پاس ہوئی تھیں۔ اب جہاں میں بھیجیں یہاں ہوں گی آپ خود اعزاء و کرام کس کس کے حقوق کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ تو انہیں حقوق مل رہے ہیں اور آج آزادی ادا نہیں ایسے ہی اس کے حرم میں بنی ہیں۔ اس لیے پانچویں لگا دی گئی کہ چار سے زیادہ عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے۔ یہ چار کی حد اجازت کے لیے نہیں ہے بلکہ چار سے زیادہ کی منعیت کے لیے ہے۔ چنانچہ جب یہ حکم نازل ہوا تو انہی کریم علی اللہ علیہ وسلم نے سہا یہ کریم کو حکم دے دیا کہ جس کے پاس چار سے زیادہ عورتیں فارغ ہو کر رہیں ایک رکھنا ہے۔ باقی چھ نہیں رکھنا۔ ایک سے زیادہ رکھنا کر دینی۔ ایک کے پاس دس نہیں بچہ رکھنا کریں۔

اب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ مسئلہ پیش آیا گیا کہ حضورؐ کے پاس تو جنس۔ یہ بھی ایک بہت بڑا سوال ہے کہ ہاتھوں سے تو حضورؐ نے چار سے زیادہ چوروں اور لیکن خود کیا جنس چھوڑی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹا یا ٹیٹ نہیں دی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عزم علف تھا۔ عزم یہ تھا کہ جناب اس کے بعد آپ نہ نکالنا ٹیٹ کر سکتے لیکن ان ٹیٹوں چھوڑ دی گئے۔ لا یحل لك النساء من بعد ، اس کے بعد آپ کوئی نکال نہیں کر سکتے۔ ولا ان تبدل بهن من أزواجهن ولو أنجنحت حسنة (از باب ۵۴: ۴۳) اور سختی پر تو ارادے کے لیے کسی کو چھوڑ دیں گے بھی نہیں کہ ایک کچھوڑ کر کسی اور سے نکاح کر لیا۔ یہ وہ پابندیاں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر لگا دیں اور اس بات کی وجہ قرآن کریم ہی سے اشارت کچھ میں آتی ہے۔ باقی لوگوں نے جو چار سے زیادہ چھوڑ دیں ان کا بعد میں نکاح نہیں نکاح ہو گیا۔ لیکن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا نکاح کیا ہے؟ امہات المؤمنین۔ یہ مومنوں کی ماںیں ہیں اور ان کے لیے عزم یہ ہے کہ ولا ان تنکحوا ازواجه من بعدہ ابداً (از باب ۵۴: ۴۳) حضورؐ کے بعد کوئی اور ان سے نکاح نہیں کر سکتا۔ ہاتھوں کے لیے تو چھوڑ دیا عزت افزائی تھی اور ان کا نکاح نہیں اور ہو گیا۔ حضورؐ اگر باقی کچھوڑ دیتے تو وہ کدھر جائیں؟ کوئی ان سے نکاح تو نہیں سکتا تھا۔ یہاں تک کہ جنس۔ تو حضورؐ کے لیے عزم تھا کہ ان ازواج مطہرات کو نہ چھوڑیں تاکہ ان کا نکاح اور ان کے ہم ترا رہے۔

خیر میں ہے۔ اس کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ قیام ان کے پاس بھی ایک معلوم طبقہ قرار آج بھی ہے۔ قیام اس حوالے سے بھی قیام طبقے سے کہہ دوں گے کہ وہ کرم و کریم ہوتا ہے۔ اگر اس کا مالی و فحاشت دار ہے لیکن دار ہے تو قیام خود حالات کو حد تک چھوڑا ہے گا جو کہ بہت کم ہے۔ اس کی جائیداد کی حفاظت بھی ہوگی اس کی تعلیم اور تربیت بھی ہوگی۔ لیکن اگر وہ کسی نیت میں حکومت ہے تو سارے معاملات کو زیر و فوق جائیگی کہ اور عام طور پر یہ گزیرتا ہوا جاتے ہیں۔

وراثت کے احکام

جائزہ کے زمانے میں دریافت کے حصے متعین نہیں ہوتے تھے۔ مرنے والے کی مرضی ہوتی تھی کہ اپنی وصیت میں جس کو جتنا مرضی دے جاتا۔ اگر کسی کو نذرے کر جانا تو قائل کا کام ہر وراج رہتا

[illegible]

اور اس کا سلسلہ زمانے میں بھی نازک تھا اور آج بھی ہے۔ ترقی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مرد یا عورت ساتھ سال تک عبادت کرتے ہیں ان کی زندگی میں ترقی کرتے ہیں اور آخرت میں وصیت میں گریڈ کے اپنے رشتہ داروں میں سے کچھ کو کرم کر دیتے ہیں اور ساتھ سال کی عبادت کے باوجود جہنم ان کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔ (ترقی یا ترقی ۲۰۳۳) کیونکہ اگر قرآن کریم کے مقرر کردہ حصوں سے ہٹ کر وصیت کریں گے تو کسی تکلیف کا حق تو رہا ہی جائے گا تو قرآن کریم نے تجھ کو یہ قصہ دیا اور ساتھ ہی یہ یقین دہانی بھی فرمائی: ان الذين يبايعونك من اهل البیت علی ظلمات انما يبايعونک فی بطون لہم نار (سورہ ۱۰: ۱۰) جو لوگ ظلم و زیادتی سے تجھ کا مال کرتے ہیں اپنے پیٹ میں روٹی کا تھر نہیں ڈالتے بلکہ آگ کے ٹکڑے ڈالتے ہیں۔

اس مسئلے کی حساسیت کا آپ اس واقعہ سے اندازہ کیجئے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک دفعہ اپنے ایک تیار دوست کی تیار پری کے لیے گئے۔ حال احوال پوچھ رہے تھے۔ ہوا یہ کہ وہ کئی زیادہ تیار تھا آپ کے بیٹھے بیٹھے عرفات ہو گیا۔ یہ اس کی تیار پری کر رہے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ وہاں آئیے دیا ملے، اتفاقاً امام صاحب نے چھوٹک مار کر جھوا پڑا، چپ سے ایک آدمی کو پیسہ دے کر جواز سے دیالے کر آ کر وہاں جلاؤر کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے کیا کیا؟ کہنے لگے کہ کبھی بات یہ ہے کہ جب تک بڑا زور تھا، اس کے مہمان تھے اور یہ اس کی طبیعت تھی۔ اس کے مرنے

کے بعد یہ اس کی ملکیت نہیں رہا بلکہ دارا میں مشترک ہو گیا ہے۔ میں مشترک مال اہل راجہاوت کے استعمال میں کرتا۔ جب تک اس کی سائنس باقی تھی، یہ دنیا اس کی ملک میں تھا۔ جیسے ہی اس کی سائنس اٹھڑی یا اس کی ملک سے نکل گیا اور اب یہ تمام دارا وراثت داروں کا حق ہے۔ اور مشترک مال کے لیے شرط ہے کہ سب کی اجازت ہو اور استعمال ہو سکتی ہے۔ اس لیے میں اس دے کی روشنی میں میں فیضان چاہتا ہوں میں نے اپنا دیا لگ بھگ کیا ہے۔

یہ فتویٰ کی بات نہیں ہے بلکہ احتیاط کی بات ہے جو لوگ اس معاملہ کی حمایت سمجھتے تھے وہ کہتے تھے احتیاط سے کام لیتے تھے۔ لیکن ہمارے پاس کیا ہوتا ہے کوئی عداوت ہو جائے تو ہم کتنا کتنا عرصہ وہاں سے اٹھتے ہیں اور مشترک مال کو استعمال میں لاتے ہیں جو کرنے والے کی ملکیت میں نہیں رہا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہودوا کے موقع پر یہ بات خاص طور پر ارشاد فرمائی کہ میں تمہیں دو کمزوروں کے بارے میں بطور خاص وصیت کرتا ہوں ایک حج کے بارے میں اور دوسرے عورت کے بارے میں۔

عورت کی مظلومیت

عورت کا مسئلہ بھی ہے اس زمانے میں بھی تھا اور آج بھی مختلف حوالوں سے ہے۔ میں تاریخ کا مطالعہ کرتا ہوں اور اس مسئلہ کا کافی اندازہ لگاتا ہوں۔ عورت کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ آج دو طرح کا مظہر ہو رہا ہے۔ تازہ ہوا ہے شاید اس فیصلہ عورتوں کو اور امت مسلمہ کے لیے فیصلہ کمرے سے اور امت مسلمہ میں۔ میں نے اپنے پاکستان کے معاشرے کی بات کر رہا ہوں۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ مجھے ایک جوان کا ٹھکانہ آیا۔ شاید اہلشارع میں میرے مہذبین پرستی دینی ہو گیا اس حد تک۔ جانتی ہوں۔ کسی کا بیٹا کی لنگر لگائی۔ کیونکہ کمرے سے اہل سنت ہو گئے ہیں اور ان کی بچاؤ کی ہوئی۔ بچہ نیا ہوں میں میرا اور امت کا حصہ بنتا ہے۔ اس لحاظ سے ایک ازار میں کوئی سات آٹھ گھنٹہ میرے لیے میں آتی ہیں۔ میں نے اپنے بھائیوں سے اپنا حصہ بانٹا ہے کہ یہ میرا حق ہے مجھے ملنا چاہیے۔ تو یہی کہتے ہیں کہ تمکب ہے ہم دیکھیں تو دے دیتے ہیں لیکن پھر زندگی بھر

کے لیے تمہارے ساتھ دارا حلق قسم قسم پر بھیجتا ہوں۔ یاد رکھنا کہ لوگوں میں باقی رکھو۔ اب آپ بھی اس معاشرے کو جاننے ہیں وہاں عورت چاہے کوئی قربانی دے سکتی ہے بھائیوں کی قربانی نہیں دے سکتی۔ چہ نہیں زندگی میں کیا مراحل ہیں؟ میں نے دیکھا ہے مشورہ دے رہی تھی کہ میں دیکھتا ہوں کہ بھائیوں کو کون کون سے کام لگائی ہیں یا دیکھتا ہوں کہ ان میں آپ کے علاقے کے اہل سنت میں اختلاف نہیں ہوں اس لیے وہاں کے مقامی علماء مشورہ نہیں دے رہے ہیں۔ پھر آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔

ہمارے اہل سنت کے سامنے پہلی میں عورتوں کے حقوق کے نام سے ایک معاملہ چل رہا تھا حقوق نسواں میں بہت ہوتی رہی۔ حکومت اور اپوزیشن نے مل کر ایک کمیٹی بنائی اس میں میں بھی تھا۔ اس میں کوئی غیر چاہتا رہا گیا۔ ہم اس دوران اسلام آباد میں بیٹھ رہے اور مذاکرے کرتے رہے۔ حدود آرڈیننس میں کچھ ترمیمات پر بھی بات چل رہی تھی کافی لہجہ مسلط تھا۔ ہم نے حکومت اور اپوزیشن والوں سے کہا کہ ہمیں بات یہ ہے کہ اس کا عنوان رکھا گیا ہے "تخلیہ حقوق نسواں" یعنی عورتوں کے حقوق کے تخلیہ کا عمل، لیکن ہماری پاکستان کی سوسائٹی میں عورتوں کے جو حقوق عملاً حاشہ ہورہے ہیں ان میں سے کسی کا بھی اس عمل میں ذکر نہیں ہے۔

ہم نے کہا کہ عورت کو یہاں اور امت میں ملتی جلتی میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ عورت کو طے کر دہر نہیں ملتا۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ نوے فیصد عورتوں کو اور امت میں ملتی اور تقریباً پانچ فیصد عورتوں کو نہیں ملتا۔ مختلف خلیوں بھائیوں سے ہم سرگرم رہا کرتے ہیں۔ میرے والدہ محترمہ شہیدہ حضرت مولانا محمد رفیع خان صاحبہ اعلیٰ تعلیمی مسائل سمجھتی ہیں ان کے پاس ایک صاحبہ آئے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے دوران ذکر کیا کہ میرا عورت تو یہی نے مجھے معاف کر دیا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا بھائی صاحبہ کیسے کیسے؟ اس کو دیکھتا ہوں پھر اس نے اب اس کو دیکھا تو یہی بھائی صاحبہ کر دیا؟

تو ہم نے حکومت اور اپوزیشن والوں کو بتایا کہ ہمارے معاشرے میں عورت کی مظلومیت کے حوالے سے عملی مسائل کیا ہیں۔ عورت کو اور امت میں حصہ نہیں ملتا۔ عورت کو نہیں ملتا۔ ہمارے

معاشرے میں عورت کی جبری شادی کر دی جاتی ہے، جو ان بیٹی کی اس کا باپ اس کی مرضی کے بغیر شادی کر رہا ہے۔ وہ بچاڑی ہے اس لیے۔ اس بات کی شریعت قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ ہم نے پوچھا کہ بھی، جبری شادی کے بارے میں آپ لوگوں نے کیا کیا؟

ہم نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں عورت باقاعدہ رکھتی ہے۔ بعض علاقوں میں باپ اپنی بیٹی کی قیمت وصول کرتا ہے لیکن آپ کے بل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لوگوں کی آپ کو پیسے دے کر خریدتے ہیں۔ ہمارے بعض جاگیردار علاقوں میں لڑکی کی قرآن سے شادی کر دی جاتی ہے اور یہ بات قرآن کریم کی تو جین بھی ہے کہ قرآن کریم سے شادی کے مقدس عنوان پر اپنی بیٹی کے حصے کی جائیداد اپنے قبضے میں رکھنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے۔ یعنی ایک جاگیردار اپنی بیٹی کی شادی اگر کرے گا تو قانونی شرعی طور پر اپنی جائیداد کا ایک حصہ اس کے نام کرنا پڑے گا چنانچہ بعض کی شادی قرآن سے کر دیتا ہے۔ سندھ کے کچھ علاقوں میں اب بھی یہ رواج ہے۔ باقاعدہ عورت ہوتی ہے عورت ہوتی ہے اس کے لیے الگ ایک خوبصورت سا کورا بنا جاتا ہے اور باقاعدہ تقریب کے قرآن کریم اس کی جموں میں دکھاتے ہیں کہ جتنی ہم نے قرآن کریم سے شادی کر دی ہے اب تم نے ساری زندگی قرآن پڑھنا ہے جس میں قرآن پڑھنا دانا سب ملے گا بس اب تمہارا باقی کی زندگی سب کا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے علوم نام کو شادی کے عہد کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اس لیے کہ پڑھنا، تفسیر، ہم نے دیکھا چورمیع زمین دکنی کو دینا پڑ جائے۔ ہم نے کہا کہ تمہارے بل میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ہم نے کہا کہ عورتوں کو اس بل کا کوئی حق انصاف ہے لیکن عورتوں کی عظمت کا ایک عملی مسئلہ بھی اس میں ذکر نہیں کیا گیا۔ خیر، ہمارے انہوں نے ایسے ہی منظور کر لیا لیکن بعد میں ایک لگ بل ہماری جہاز کے مطابق کرے گا اور منظور کیا۔ عورت کی عظمت ہمارے پاکستان کے حوالے سے تو ہے۔

مغرب میں عورت کے ساتھ دھوکہ

اب یہاں مغرب کے حوالے سے بھی عورت کی عظمت دیکھیں ایک سوال میں آنکھ کیا کرتا

ہوں آپ بھی اس پر ذرا غور فرمائیں۔ ہماری کنس بھی نہیں ہوتی۔ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کو ہم نے ہمارے حقوق دیے ہیں۔ اس بات کا ہمارا مقصد ہے کہ ایک سابق وزیر اعظم کو پانچف نے اس نے ہر دھڑلے میں اس کی بیٹی کو بیکس لکھی ہے۔ اس نے عورت کی بات کرتے ہوئے کہا کہ اس بات سے ہوئی ہے کہ کئی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران قتل عام ہوا لاکھوں کروڑوں افراد مارے گئے۔ انفرادی قوت کا مظاہرہ ہوا، فیسٹر یاں بند ہو گئیں دفتر خالی ہو گئے سکول و سران ہو گئے۔ گورنر پانچف کے الفاظ ہیں کہ ہم نے اپنی انفرادی قوت کے خدا کو پر کرنے کے لیے عورت سے یہ کیا کہ جنہیں ہم ہمارے حقوق دیتے ہیں تم گھر سے باہر نکلو اور فیکٹری میں جھڑاؤ کرو، اس میں آؤ اور ہمارے لیے کام کرو۔ لیکن گھر کا کام بھی کرو اور باہر کا بھی۔ ہم عورت کو روک کر گھر سے باہر لائے۔ ہم نے یہ کام کر کے اپنی انفرادی قوت کے خدا کو پر کر لیا لیکن ہمارا جلی سسٹم تباہ ہو گیا۔ گورنر پانچف کہتا ہے کہ اب ہم چاہتے ہیں کہ وہ اب کس گھر چلی جائے عورت پھر کا نظام سنبھالے لیکن ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔

مغرب نے بچاڑی عورت کے ساتھ کیا کیا؟ میرا ایک بہت عجیبہ سوال ہے۔ عورت کے جو فطری فرائض ہیں وہ تو اسی کے حکم سے ہیں۔ سچ چھٹا بھی عورت نے ہے اور پانا بھی اسی نے ہے ایک خاص حرکت ہے کہ عورت نے ہی پردہ نہ کرتی ہے۔ مرد بیکس نہیں کر سکتا۔ یہ اس کے اس کی بات نہیں ہے۔ قدرت کی تقسیم تو بالکل فطری ہے کہ گھر کا کام عورت کی ذمہ داری ہے اور گھر کے باہر کے معاملات کا انتظام مرد کے سپرد ہے۔ یہ قدرت کی تقسیم کار ہے اس میں کوئی عداوت یا عنف کا پیدائش ہے۔ لیکن مغرب نے کیا کیا؟ عورت کو کارخانے اور دفاتر میں اس کے اس کے حقوق میں اضافہ کیا یا فرائض میں؟ یعنی مغرب کے عورت کے ساتھ یہ چھم کیا ہے کہ اس کی کسی انفرادی میں شہر کے لیے اسے ساتھ اپنی انفرادی میں شامل کر لیا ہے۔ اس کی کسی نیچر ل انفرادی میں مرد نے شہر نہیں کیا اور نہ وہ کر سکتا ہے لیکن اپنی انفرادی میں اسے ساتھ ملا لیا کہ ہمارے ساتھ مل کر کام بھی کرو۔ اور عورت چاہے اس بات کو سمجھے کہ وہ اس طرف کی انفرادی میرے حکم سے چلتی ہے اس عنوان پر خوش ہے کہ ہمارے حقوق ہمارے ہو گئے ہیں۔

تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں دو رکوعوں کے بارے میں خاص وصیت کرتا ہوں کہ وہ طوطا اپنے باقی وصول کرنے کی پاداش میں تمہیں ہوتے ہیں۔ اس لیے تم ان کا حضور و خیال رکھنا۔ ایک عہد اور دوسرا عہد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور کا یہ ارشاد مجھے اس سوچائی کے لیے بہت اہمیت رکھتا تھا۔ ہماری آج کی سوچائی کے لیے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ عہدِ حضور آج بھی مظلوم اور سبکدوش ہیں۔

عورت کا رائے کا حق

عورت کے حقوق کے حوالے سے ایک دہائی بخاری میں ہے۔ میں اس کا بھی یہاں ذکر کرتا ہوں۔ روایت یہاں ہے کہ ہر فائیک خاندان کی لوطی تھیں۔ خاندان خاندانوں سے ہات کی کچھ سے پیسے۔ ذکر مجھے زلزلہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ ملے ہوا کتنی رقم ہوگی اور قسدا زلزلہ سال میں ادا ہوگا۔ جب پیسے پھر سے ہو جائیں گے تو تم آ زاد ہو جاؤ گی۔ ہر ہر قسم انہوں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آئیں اور گزارش کی کہ کتنا جان امیں نے اپنے ہاتھوں سے کتنی آ زادی کا دوا کر لیا ہے اب تو سال تک قسبیں دے کر آ زاد ہو جاؤں گی؟ آپ نے اس سے انہیں سخت دھمک دے کر کہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اپنے ہاتھوں سے ہات کر کے کہیں۔ ہر ہر قسم آ زاد کرانے کے لیے تیار ہوں لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ دوسری عورتیں۔

یہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ یہ وصاف کا آخری درجہ ہے۔ کوئی آدمی فوت ہو جائے اگر اس کا کوئی بھی رشتہ دار نہ ہو تو وصاف کے لئے کسی نظام کا یہ طور پر ایسے ہی ہوتے تھے کیونکہ وہاں سے آتے تھے اس لیے ان کو کوئی رشتہ دار کوئی برہمن نہیں ہوا تھی۔ اب اگر کوئی نظام فوت ہو گیا ہے اور اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو اس کا تکریم کر کے کوئی گایا یا زکرنے والے کوئے گا۔ یہ وصاف کا آخری درجہ ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ میں سارے پیچھے رہ جاتی ہوں، جس میں حق و کامرا ہوگا۔ برہمن کوئی اور جا کر اپنے مالکوں سے بات کی لیکن وہ حق و کامرا دینے پر نہ مانے۔ اب کیا کمال علی علیہ السلام سے یہ چھو گیا تو آپ نے فرمایا کہ فریڈ لاء لاء لمن اعتق، جس نے آزاد کر لیا ہے وہ اس کی ہے۔ فریڈ لاء گئے سے انہیں بدلتی۔ یہ شریعت کا قانون

ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے یہ ہاتھ لایا۔ (بخاری، رقم ۶۳۳۶)

اب برہمہ جو آج کی حضرت عائشہ کی خدمت میں تھے ان کی ایک سہیلی تھیں جو ایک نوجوان عیسیٰ سے شادی ہو چکی تھی۔ عیسیٰ کے صاحبزادے میں ایک مسند پر تھا کہ اگر مالک نے اپنی لوطی کی شادی کسی سے کر دی ہے تو آزاد ہوئے۔ اب اگر کوئی شخص حاصل ہے کہ یا وہ خدا کے کلام میں رہا ہے یا حق ہے یا نہیں، یہ بات حق ہے۔ ہر آزاد کو ایک لوطی کا کلام کے وقت حق ہوتا ہے کہ وہ اسے تسلیم کرے یا نہیں۔ وہ اب بحال ہو گیا۔ اسے کہتے ہیں حیا حق یعنی آزاد کی وجہ سے حاصل ہونے والا حق۔ چنانچہ برہمہ جب آزاد ہو کر حضرت عائشہ کی خدمت میں ان کے گھر آ گئیں تو انہوں نے اپنا حق استعمال کرتے ہوئے عیسیٰ صاحب کی چھٹی کرا دی۔ عیسیٰ پریشان ہوئے۔ حضور کی خدمت میں عرض کیا حضورؐ نے کیا کہا کہ اس کا حق ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب عیسیٰ مختلف لوگوں سے۔ عطا فرماتا کہ چارے ہیں کو کوئی برہمہ نہ رہے۔ صلح کرادے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ معیت میں دو تاجدار
برہم کے بیچے پھر چلے رہے ہیں اور اس کے انہماک کی داغ بیل پر بہہ رہے ہیں۔ حضورؐ نے حضرت عبداللہ
بن عباسؓ سے کہا کہ اس کی میت دیکھو کہ تجارہ کیوں میں رہا تاجدار پھر رہا ہے اور وہ اس کا نام نہیں سنا
چاہتی۔ معیت کی درخواست پر حضورؐ نے برہمؑ سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ برہمؑ حضورؐ کو
حضرت عائشہؓ کے پاس ہی رہتی تھیں۔ حضورؐ نے برہمؑ سے پوچھا کہ معیت کا کیا قصہ ہے؟ یا رسول
اللہ! میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا وہ تجارہ کیوں میں رہا تاجدار ہے؟ کہا یا رسول اللہ! میں نے
تو اپنا حق استعمال کیا ہے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تم اپنے فیصلے پر نظر کرنا چاہتی ہو؟ آفرود ہمارے
کیوں کا باپ ہے۔ حضورؐ نے معیت کی تلاش کی۔ اب آپؐ خیال فرمائیے کہ سفارش کون کر رہا
ہے؟ وہ لا کی بھی بہت بھلا آدمی نہ ہو۔ سمجھتی تھی معاملہ کو بھاپ گئی۔ آخر حضرت عائشہؓ کے گھر میں
آتی تھی۔ پوچھا یا رسول اللہ! کھڑا رہا ہے میں یا حضورؐ وہ سہ ہے میں؟ مطلب یہ تھا کہ توجہ
ہے تو پھر کسی مسلمان کی کیا حال ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تم نہیں ہے بلکہ حضورؐ ہے۔ تو فوراً کہتی ہے:
لاحاجۃ لی بہ، پھر مجھ سے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا میں کر لیا۔ بات ختم

ہوگئی۔ (خلائی رقم ۵ کے ۴۶ لے پورا ۴۶ = ۱۹)

آج دنیا میں یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام جو رحمت کو اپنے کا حق دیتا ہے، کیا نہیں اس میں اس کا جواب دیا کرتا ہوں کہ اسلام جو رحمت کو اپنے کا کیا حق دیتا ہے کہ ایک جو رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ اس کے بعد پھر ایمان گھر میں رہی ہیں حضورؐ نے کبھی بات دہرائی بھی نہیں کہ ہر جتنے میری بات نہیں مانتی۔

ماتحتوں اور غلاموں کے حقوق

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرا رابطہ غلاموں کا قایم کیا۔ اس زمانے میں غلام تھے مگر آہستہ آہستہ غلام ہو گئے۔ آج دنیا میں غلامی کا جو بھی ٹکڑا ہے اور غلامی کے اسباب بھی موجود نہیں ہیں، لیکن آج کے بعد جب بھی دنیا میں کچھ ایسے حالات پیدا ہوں کہ غلامی اور بارود اور دھماکے کے قیام کے احکام اس مسئلے میں موجود ہیں۔ حضورؐ کے زمانہ میں غلام تھے، پھر پھر آج آپؐ کے حقوق اور معاشرتی نظام کے حوالے سے بڑی واضح باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

حضور نے غلاموں کے بارے میں بطور خاص یہ نصیحت کی کہ تمہارے غلاموں کے معیار زندگی مت فرق نہیں ہونا چاہیے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ اے اللہ! جو لوگوں تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ یہ بھی آپ کا ولی المسلما ہے اور خود بھی مسلمان ہیں ان کی بھی تمہاری طرح ضروریات ہیں یہ بھی تمہاری طرح انسانی حُریت و شرف کے کس ہیں۔ جعلہم اللہ لحت لہدیکم، یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو اسے پا جو کے بچھا گئے ہیں۔ ان کو بھی وہی کھانا، کپڑا، عورت دے اور جس طرح تمہیں چاہیے وہ ان کو بھی دے یا جسے چاہو۔ آپ نے حریہ فرمایا کہ ان کی حالت سے زیادہ کام نہ لیا کرو کی کام ان کی صحت سے زیادہ ہے تو فاسدینو ہم، ان کا کھانا غلاموں سے مل کر دو کام کرو۔ (بخاری ج ۲، ص ۲۹)

یہاں کے طلبہ آپ نے فرمایا کہ ان حجازی مذہب لا تہدو ان تغفروا
فیہموا عباد اللہ ولا تعذبوہم، اگر ان کے کوئی گناہ ہے تو ہم ان کو معاف نہیں کرتے
ہے، لیکن خدا رحمت والا ہے، یعنی ان کو کوئی گناہ نہیں ہے کہ ہم ان کو معاف نہیں کرتے تو

کوئی ناقابلِ برداشت مزاحمت دو یکجان کوئی۔

ایک صحابی حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ میں چھ ماہ سے اپنے ایک غلام کی چٹائی کر رہا تھا کہ مجھے بھیجے سے آواز آئی ابو مسعود! میں نے گت کھینچ کر دیکھا تو وہاں سے کہیں زیادہ وقت دیا تھا کہ تم میری خدمت میں آ جاؤ۔ میں نے کہا آپ کو کون سا کھجور ملا ہے؟ تو کہہ رہا تھا کہ کوئی مالک ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کھجور چھڑک کر دیکھا تو تاجاب کی کمر بھلی ٹھاپا ملے۔ غلام تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اسٹیل کی جھڑی سے آواز سنا کر دیا۔ فرمایا اگر تم اسے آزاد کر دے تو جہنم کی آگ تمہیں لالچے میں لے لیگی۔ (مسلم، رقم ۱۷۱۷۱)

دین کی بات دوسروں تک پہنچانا

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہاد کا سبق دیا ہے۔ ہمیں اپنی معاشرتی و اخروی و اجتماعی زندگیوں کو گزرانے کے طریقے بتائے ہیں۔ شیعہ بتایا ہے اصل بتائے ہیں۔ چنانچہ ایک بات یہ بتائی کہ جس جو کو حکم ہے کہ وہ اپنی قوم تک محدود نہیں رہتا چاہیے۔ لیسلم الشاهد الغالب، جو شخص میری بات میں نہ رہے وہ ان باتوں کو اپنے تک محدود نہ رکھنے والے اسرار تک پہنچائے۔ اسلام دھرم اور انجیلیت کا دین ہے۔ اسے اسرار تک پہنچانا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ سب سے پہلا دائرہ گھر کا ہے۔ ایک دین کی بات مگر اور کچھ شے آئی ہے اسے آگے پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ مولوں کے مصلحتیں دیکھنا کافی نہیں ہے۔ قرآن کریم نے اس کا پہلا دائرہ یہ بیان فرمایا: **يا ايها الذين امنوا اتقوا النفسكم واهليكم نارا و فو دها الناس والحجارة** (تحریم ۶: ۶۶) فرمایا اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ اور اپنے گھروالوں کو بھی اور یہ وہ آگ ہے جس کا اندر من انسان اور حجر ہیں۔

انسانی زندگی میں حادثات چلتے آتے ہیں۔ خدا ان کے کسی مکان میں آگ لگ جائے اور گھر کا مالک موجود ہے۔ کیا وہ چھوٹا لگ لگا کر باہر چلا جائے گا کہ جی میں تو قحط کیا ہوں باقی خود جائیں اور ان کا کام جانے؟ فحشیں بکلا دیا جائی گا خطرے میں رہے گا اور گھر کے دوسرے افراد کو نقصان کی کوئی شکل ہے۔ جب تک وہ گھر کے سارے افراد کو آگ سے نکال کر باہر نہیں لے جائے

گا اس کا دل مطمئن نہیں ہو گا۔ اسی لیے قرآن کریم نے آگ کی مثال دی ہے کہ دنیا میں اگر تم سے سابقہ پیش آ جائے تو خود کو خوش و مطمئن نہیں ہو جاؤ گا جس کو خدا تعالیٰ کیا ہوں۔ ویسے تو اگر کوئی صاحب ضمیر انسان ہے تو خوش کرے گا کہ ظلمہ میں جتنے لوگ ہیں بچ کر نکل آئیں چاہے وہ اس کے گھر کے افراد بھی ہوں۔ قرآن کریم نے کہا کہ جس طرح دنیا کی آگ سے گھر والوں کو بچاتے وہ اسی طرح آخرت کی آگ سے بھی انہیں بچاؤ۔ اس آگ کا تو ایسا صلی انسان اور پھر ہوں گے۔

تو سب سے پہلے گھر کے افراد بھر ملنا پھر باہر دی، پھر سوائی، پھر شہر، پھر تمام بھر ملک اور پھر دنیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ جو باتیں میں تم سے کہہ رہا ہوں انہیں اپنے آپ تک محدود نہ رکھنا بلکہ انہیں دنیا تک پہنچانا۔ لیلیع الشاهد الغالب۔ ایک تہذیب پر فیض لانا دوسرا ایک محنت بھی بیان کی جس کا مشاہدہ ہم پچھلے چودہ سو سال کے عرصہ میں کرتے آئے ہیں۔ فرمایا بسا اوقات ایک آدمی کوئی بات سنتا ہے اور اسے اس کے کسی اور تک پہنچا دیتا ہے کہ وہ سننے والا اس بات پہنچانے والے سے زیادہ سمجھدار ہو اور اس بات سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ اس آدمی کو کس نے کہا کہ میں نے زیادہ عقل و تدبیر سے کہا ہو۔ پہلا آدمی کو پہلا پتہ لائن کا کام دے دیا ہے۔ پھر دوسرا عقل فقہ غیر فقہ، بسا اوقات ایک بات سن کر آئے پہنچانے والے نے اس کی طرف سے بھی کچھ پاتا لیکن پہنچانے کا فریضہ اگر انجام دے گا تو کسی ایسے آدمی تک پہنچا دے گا جو اس سے بہت فائدہ اٹھائے گا۔ اور تاریخ اسلام میں ایسا ہر حدیث کے لوگوں اور حدیث کے بیان کرنے والوں نے حضورؐ کے ارشادات کو نقل کیا اور اس تک پہنچا دیا۔ پھر آگے امت کے فقہانے ان ارشادات پر محنت کی ان پر کام کیا ان میں سے مسائل حدیث کیے ان میں سے نتیجے نکالے رہنمائی کے حصول افتد کیجئے تو ایک عظیم احسان کام ہے۔ انہیں علم اہل دانش نے حضورؐ کے ارشادات سے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دنیا کی کسی ناکام نہ پہنچایا۔

میں نے کام نہ ہر حدیث بیان کرنا۔ فقہا کا کام ہے اس میں سے مسئلے نکالنا۔ ایک آدمی نے روایت بیان کی کہ حضورؐ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔ دوسرے نے اس کا ترجمہ یہ کیا اور اس میں سے

مسائل نکالے۔ ملتا جلتا ہے جن کو ایک ایک حدیث سے فقہانے نے مسائل میں مسئلہ کیے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ دیکھنے کے ذریعے کہ اسے جس حدیث کا بھی ذکر کیا گیا ہے فقہانے اس سے ایک سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اور فقہانے کہتے ہیں اس میں سے وضع کیے جانے والے قوانین اور مسائل سو سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ روایت کرنے والے نے تو بات آگے پہنچائی اور ان کے فقہانوں کو سب حدیث کے اس میں اضافہ اور محنت سے گزارا کیا انہوں نے اس بات کو زیادہ کیا اور ان کی فکر اور محنت اور دوسرے لوگوں تک بھی اس کا فائدہ پہنچایا۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جو گھر سے نکلے ہو اسے اپنے تک محدود نہ رکھو بلکہ آگے اور لوگوں تک پہنچاؤ۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ دین کی بات عام ہوگی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جو مسکن ہے تم سے وہ بات سننے والا تم سے زیادہ سمجھدار ہو اور اس بات سے زیادہ فائدہ اٹھائے اور لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔ یہ بات پہنچانا محنت و تدبیر اور دین کا مسئلہ لوگوں میں عام کرنا یہ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داریوں میں سے ہے۔

مذہب بولے رشتوں کا خاتمہ

عاجی قدروں میں سے ایک حاجی قدس جس کے خاتمے کا جناب علی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان ان الفاظ کے ساتھ فرمایا: من ادخلی الی غیر ابیہ و انتضی الی غیر مولایہ فعلیہ لعنة الله التابعة الی یوم القيامة نو کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ترجمہ بعد میں کروں گا پہلے اس کا پس منظر عرض کرتا ہوں۔ حاجیت میں یہ رواں تھا کہ ہان سے رشتے طے ہو جاتے تھے کہ یہ میرا باپ ہے یہ میرا بیٹا ہے۔ بس باپ بیٹا نہ تھے۔ یعنی زبان سے معاذہ کر کے رشتے طے ہو جاتے تھے۔ یہاں یہاں کہہ دیا تو یہاں ہو گئے۔ باپ کہہ دیا تو بس یہ رشتہ بن گیا۔ کسی کو ماں کہہ دیا تو وہاں ہو گئی۔ کسی عورت نے کسی کو بیٹا بنا لیا تو بس یہ رشتہ قائم ہو گیا۔ یہ زبان سے اور معاذہ سے رشتہ درجہ حاجیت کے زمانے میں تھا اور اس کو معاشرہ میں تسلیم کیا جاتا تھا۔ آج بھی بہت سے معاشرہ میں اسے تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں تو اب بھی ہے۔ ان میں کسی کو بیٹا بنا لیا جائے تو وہ بن جاتا ہے۔ یہاں اس تک بھی نہیں پہنچا لیا ہے کہ کوئی ایسی صورت

ہے کہ اگر کسی کو چاہو اسے قہر سے روکا جائے تو اسے وارث تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ یعنی کسی کو اگر چاہا جائے تو وہ چاہے نہ چاہے قہر سے روکا جائے تو وہ چاہے نہ چاہے قہر سے روکا جاتا ہے۔

جہالت میں بھی ایسا تھا اور انعام تھا کہ خود جناب محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن جو ان زید ابن حارثہ کو چاہا تھا۔ یہ احد صحابی ہیں جن کا قرآن کریم میں ہے قرآن کریم میں صحابہ کا ذکر ہے بعض صحابی خصوصیات کی طرف اشارہ بھی ہیں جن کی کام نہیں ہے۔ نام اگر کسی صحابی کا قرآن کریم میں ہے تو وہ زید ابن حارثہ کا ہے۔ غلبہ اس قدر قطعی زید منہا وطراً جو جہنم کا تھا (الاحزاب ۳۳: ۳۷) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آدھ اور وہ غلام تھے۔ اور یہ

غلاموں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ زید ابن حارثہ کے حضور کو بڑی محبت تھی۔ کسان حب رسول اللہ حضور کو اس دن جو ان سے بڑی محبت تھی اور ان کے بیٹے اسرار بن زید سے بھی دونوں باپ بیٹوں سے محبت تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاہا۔ اور

پھر صرف بیٹا نہیں بنا بلکہ باپ بن کر دیا کہ اپنی بیوی کے زانو سے نکاح بھی کر دیا۔ حضرت زید بن جہش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنے خاندان میں رشتہ کر دیا کہ اپنا شخص بھی تمام کافر قریش کے داماد ہیں۔ باقیوں کے داماد ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جہالت کی یہ رسم ڈالی اور حضور سے نرمی۔ یہ اپنی بڑی رسم تھی کہ اس کو حضور بھی توڑے تو اپنی جہالت کی اپنی دیوار سے کھینچ لیں کوئی اور یہ رسم اپنی ہے۔ جناب محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو چاہا اور زید نے ان کا شرع ہو گئے۔ حضور کو اور زید کو چاہا تھا۔ حضور کی نسبت اور زید کو کبیدہ ہے کہ باپ ہیں اور زید کو زید ابن حارثہ کی بجائے زید بن جہم کہا جائے گا۔ یہ ظاہر لیکن قرآن کریم نے اس طرح فرمایا کہ: اذہو اہم

لا اہلہم۔ ہو اقطع عبد اللہ (احزاب ۳۳: ۵) یعنی میں وہی ہے جس میں سے جانا ہے اور دوسری کوئی ماں نہیں۔ یہ جہالت کی رسم ہے جس کے قرآن (اسرار) ہے پچھلے ہوا ہے دوسرا کوئی باپ نہیں ہے۔

یہ خبر حضور کو بھی منع فرمادی گئی۔ حضور نے کثرت ترک کر دی۔ زید بن جہم بھارت بن جہنم حارثہ کہلاتا شروع ہو گئے، بلکہ اس سے اگلی بات کہ جب زید ابن حارثہ نے زید بن جہش کو طلاق دے دی

ہا نہیں ہوا آج اس میں حزان نہیں ملے تو اللہ تعالیٰ نے زید بن جہش کا نکاح حضور سے کر دیا۔ یہ اپنی بڑی بات تھی جہالت سے اس معاشروں میں کہ کتب لکھ کر دیا کہ ہو سے نکاح کر لیا۔ بیٹے کی یہی سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے نہ ہی کے لیا کہ میں نے یہ نکاح کر دیا ہے نہیں کہا کہ میں نے آپ کا ہزارت دی ہے کہ یہ نکاح کر لیا۔ ایک بہت پرانی رسم تو زنی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسی رسم پر یہ بات کی۔ قرآن کریم میں کہا کہ جب زید نے طلاق دے دی زید کو تو جو جہنم کا تھا۔ اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔ زید بن جہش نے زید سے دوسری ازدواج مطہرات سے بید کر لیا۔ اس کی میں کہ تہارے نکاح فرمیں ہوئے ہیں اور میرا نکاح عرش پر ہوا ہے۔ (بخاری رقم ۶۸۰۰)

ازواج مطہرات میں آپس میں تو کب جھوک پٹنی راتی تھی جیسا کہ سوتوں میں عام طور پر ہوتا ہے۔ انسان جس صورت میں جس۔ عورت تو عورت ہی ہوتی ہے، بلکہ بخاری کی روایت ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروپ تھے۔ ایک گروپ میں حضرت عائشہ حضرت خدیجہ حضرت صفیہ اور حضرت سودہ جس اور دوسرے گروپ میں حضرت ام سلمہ اور باقی ازواج مطہرات تھیں۔ (بخاری، رقم ۳۹۹۳) ان کی آپس میں تو کب جھوک پٹنی راتی تھی۔ یہ فطری بات ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میری جب بھی زید سے کوئی بات ہوتی ہے تو میں جھتی ہوں۔ دونوں اپنے اعزازوں کا ذکر کرتیں۔ ایک کہتی کہ میں یہ ہوں دوسری کہتی کہ میرا اعزاز ہے، لیکن جب زید سے کہتی تھی کہ تہارے نکاح فرمیں ہوئے ہیں اور میرا نکاح عرش پر ہوا ہے تو میں لا جواب ہوا چلا کرتی تھی۔ زید بنی اس بات کا گھر سے پاس جواب نہیں دیتا تھا۔

بلکہ ایک دفعہ وہیں ہوا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں حضور کے پاس بیٹھی ہوئی تھی تو زید آگئیں۔ انہوں نے کوئی حکایت کی جس سے بات شروع ہو گئی اور کوئی رہیں اور میرے بار سے میں ہاتھیں کرتی رہیں۔ میں حضور کے پیروں کی طرف چپ کر کے بکھرتی رہی کہ حضور گیا کہتے ہیں۔ پھر جب زید نے اپنا سارے نکاح لیا تو حضور نے میری طرف دیکھا تو پھر میں شروع ہو گئی۔ میں پھر ایسی شروع ہوئی کہ میں نے زید کو چپ کر دیا۔ حضور نے زید بنی ہاتھیں بھی میں اور میری

کے ساتھ اس کی شادی ہوئی ہے تو اس عورت کی ماں یاں اس کی ماں بن گئی ہے۔ وہ اس پر حرام ہے۔
اب وہ اس عورت کی ماں سے شادی نہیں کر سکتا اس کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا۔ اسے صبر کا معنی
سرانی رشتہ کہتے ہیں۔ تیسرا سبب رضاعت کا رشتہ ہے جو ہمارے ہاں اکثر نظر انداز ہو رہا ہے۔
رضاعت کا رشتہ یہ ہے کہ ایک بچے نے دودھ کی عمر میں اپنی عقلی ماں کے علاوہ کسی عورت کا دودھ پی
لیا ہے تو سب وہ اس کی ماں بن گئی ہے قرآن کریم نے اسے اس طرح ذکر کیا ہے: **لَمَّا تَكُم**
الْأُتَىٰ رُضِعْتُمْ وَأَصْحَابُكُمْ مِنَ الرُّضَاعَةِ (نساء: ۲۳) جہاں قرآن کریم نے عمرات کا
ذکر کیا کہ ان فلاں عورت سے تمہاری شادی جائز نہیں ہے وہاں یہ بھی ذکر کیا کہ تمہارا تکم
الْأُتَىٰ (رضعتکم)۔ وہاں یہی جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے سب تمہاری ماں بن گئی ہے۔
وَأَصْحَابُكُمْ مِنَ الرُّضَاعَةِ ان کی بیٹیاں تمہاری بہنیں بن گئی ہیں۔

ہمارے اختلاف کے ہاں دودھ کی عمر میں کسی بچے نے کسی عورت کا دودھ پلایا ہے تو وہاں بیٹا
بن گئے ہیں اس کا خاندان کا باپ بن گیا ہے اس کی بیٹیاں اس کی بہنیں بن گئی ہیں اس کے بیٹے
اس کے بھائی بن گئے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **وَمَنْ رَضِعَ**
الرَّضَاعَ مَا يَحْرَمُ مِنَ النَّسَبِ (بخاری، رقم: ۲۳۵۱) جو رشتے نسب میں حرام ہیں ان رضاعت میں
بھی حرام ہیں۔ جس عورت کا دودھ پیا ہے اس کی بہن اب اس کی خاندان بن گئی ہے۔ نسب کی خاند
سے شادی حرام ہے۔ رضاعت کی خاند سے بھی حرام ہے۔ جس کا دودھ پیا ہے اس کا خاند
اس کا باپ ہے اور خاند کا بھائی اس کا چچا ہے۔ خاند کے میں بھی حرام ہے اور رضاعت میں بھی حرام
ہے۔ اس باپ کی بہن اس کی بھوہ بن گئی۔ بھوہ کی سب میں بھی حرام ہے رضاعت میں بھی حرام
ہے۔ تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت سے دو قسم رشتے حرام ہو جاتے ہیں
جولب میں حرام ہیں لیکن دوسرے ہاں اس سے اکثر بڑا ہوا ہی رہتی جاتی ہے اور اس کا خاندان نہیں رکھا
جاتا اس سلسلہ میں بہت زیادہ بات ہیں۔

یہ کے ساتھ آئے سے پہلے رشتہ دار وغیرہ میں آتے جاتے تھے۔ شریعت کی طرف
سے کوئی پابندی نہیں تھی تو اب بھی ایسی کوئی پابندی نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب پردے کا حکم آیا کہ

کوئی غیر حرم سامنے نہیں آنے کا تو ایک صاحب آئے حضرت عائشہؓ کے گھر کا دروازہ کھٹکتا ہوا۔
خاندان کے آدمی تھے۔ بتایا کہ میں ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ میں بھی ایسی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے پہچوں گی کہ جسیں اندر آنے کی اجازت دے دے مگر میں نہیں کہیں۔ چنانچہ بعد میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہچا کہ میں آئی ہوں۔ آئے تھے تو میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ نے
فرمایا کہ آئے دینی اور تمہارا چچا ہے۔ یا رسول اللہ! وہ میرا چچا کھر ہے لگتا ہے؟ فرمایا اس کے
بھائی کی بیوی کا کھر ہے اور میں اس کا چچا ہوں یا رسول اللہ! کیا ہے؟ فرمایا تو میں نے وہاں ہر چاچا لگا۔ حضرت
عائشہؓ شامی سے پہنچی ہیں یا رسول اللہ! وہ دودھ میں نے عورت کا پیا ہے۔ فرمایا ہاں عورت کا پیا ہے
لیکن اگر وہ کھانا نہ کھا رہا ہے اور باپ کا بھائی نہ کھا رہا ہے۔ (بخاری، رقم: ۲۳۸۸) تو جیسے
وہ راجی کر آ سکتا ہے یہ رضاعت کا چچا بھی آ سکتا ہے۔

انصار اور مہاجرین میں موائخات

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی جن رسوم کے خاتمے کا
اعلان فرمایا ان میں ایک رسم یہ تھی اور تاج کی کی بھی تھی۔ یہ حضورؐ کے زمانے میں بھی ابتدا میں درج
ہے۔ باپ بیٹا بننے کی رسم حضورؐ نے اپنی ہے اور بھائی بھائی بننے کی رسم بھی کہ انصار دینہ حضورؐ
نے مہاجرین کا بھائی بنایا۔ اسی پر انی رسم کے مطابق موائخات کرائی۔ اس وقت تک درافت اور دیگر
اس طرح کے تفصیلی احکامات نہیں آئے تھے۔ جب مہاجر دینہ حضورؐ آئے ہیں تو تنگدوں کی تعداد
میں تھے۔ تنگدوں کو سنبھالنا اور ان کی طور پر مشکل تھا۔ چنانچہ حضورؐ نے آسان عمل نکالا اور ایک ایک
مہاجر ایک ایک انصاری خاندان کے خاندے کر دیا اور کہا کہ تم بھائی بھائی ہو اسے موائخات کہتے ہیں
جو کہ کسرت کے واقعات میں با یک بہت بڑا واقعہ ہے۔ جب تک درافت کے تفصیلی احکامات نہیں
آئے یا ایک دوسرے کے وارث تھے۔ یعنی مہاجر جو تھے وہ تو اس کا انصاری بھائی وارث ہوتا۔ اسی
طرح کوئی انصاری فوت ہوتا تو اس کا مہاجر بھائی اس کا وارث ہوتا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا معمول مبارک یہ ہے کہ جس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نہیں آیا یا حکم آئے تک
وہ اپنی روایات پر عمل کرتے تھے۔ ہاں اگر حکم آ گیا تو پہلی روایت حکم کے نئے بات نافذ کر دی

جائی تو موانعات خصوصاً غزوہ بدر کی تکلیف بعد میں پھر منع فرمادی۔ ایک تھاقنی یعنی باپ بیٹا گزار
ایک تھاقنی یعنی بیٹی بھائی بھائی بننا پھر ایک تھاقنی ہوا۔

مکلی یا جس کو آج کے ماحول میں بھی کبھی نہیں آتی ہیں لیکن اسلام کی بات ذرا مشکل سے سمجھ
سکتے ہیں۔ اسی کی ۱۳۱۱ء سے یہ کہ ایک خاندان نے ایک غلام آزاد کر دیا ہے تو وہ غلام آزاد ہو جانے
کے باوجود اسی خاندان کا مولیٰ کہلاتا ہے۔ مولیٰ کا معنی ہے آزاد کردہ غلام۔ آزاد کردہ ہو گیا لیکن پھر
بھی اس کا کچھ تعلق اس خاندان سے باقی رہتا ہے۔ وہ اسی طرح کدوا کا پتہ یا خری درجہ ہے کہ
جب خاندان کا کدو کوئی ارث نہ ہو تو وہ ارث میں پھر مولیٰ وارث ہوتا ہے جیسے میں نے پہلے عرض
کیا تھا کہ حضرت زید کو حضرت عائشہ نے جب آزاد کر دیا تھا تو آزاد کرنے والے خاندان نے
وہاں کی شرط لگا لی کہ وہاں داری ہوگی۔ تو حضور نے فرمایا کہ مولیٰ تبدیل نہیں ہو سکتا وہ جس خاندان کا
مولیٰ ہے اسی خاندان کا رہے گا۔ جاہلیت کے زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ کسی نے غلام کو آزاد کر دیا
تبدیل کر لیا کہ یہ اب میرا مولیٰ نہیں ہے۔ غلام ہمارا ہو کر چلے جاتے تھے وہیں اب اسی خاندان
کا مولیٰ نہیں ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں بھئی۔ اسی طرح حضرت زیدؓ کے خاندان میں حضورؐ
نے اس کی اجازت نہیں دی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے: *مَنْ اَعْلَىٰ غَيْرِ اِيَّاهِ وَهَاجَا دُنَىٰ اِسْمِهِ* باپ
سے بہت کر کسی اور کی طرف منسوب ہوا۔ علوم و باطنی علم کے مولیٰ مخالف ہے کسی افراتفری میں
نسب تبدیل ہو گیا ہے وہاں آگاہ ہے۔ کہ ان کا معنی ہے کہ یہ میرا باپ نہیں ہے اور پھر نسبت اس
کی طرف کرتا ہے کہ یہ کسی غیریہ مولیہ، اسے سوالی سے بہت کر کسی اور کی طرف منسوب
ہوتا ہے۔ *غیر مولیہ بعد اللہ الذی تابعہ الی یوم القیامۃ*، اس کی اللہ کی لعنت جو جنت تک پہنچتی
رہے گی۔ یہ مولیٰ کا کام ہے اس کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ یہ جاہلیت کی رسم حضورؐ نے ختم کر دی
کہ آج کے بعد رشتہ دہی ہوگا جو نسب سے ہوگا جس سے ہوگا یا رضاعت سے ہوگا۔ آسان لفظوں
میں سمجھ لیجئے کہ وہ اسے حضورؐ نے ختم کر دیا ہے۔

اسلام کا رشتہ

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات فرمادی: *اَنْزِلَ عَلَیَّ رَحْمَةُ* کے جہاں رشتوں کی لگائی کی
اور فرمایا: *اَنْزِلَ عَلَیَّ رَحْمَةُ* کے جہاں رشتوں کی لگائی کی۔ اس پر آپؐ نے کچھ روایات دیں۔
قرآن کریم نے ذکر کیا: *الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَوَةُ (الْجَبَرَاتُ ۱۵۰)* مسلمان آپس میں بھائی
بھائی ہیں۔ یہ روایات میں بھی غرض کی طرف اشارہ ہے۔ مثلاً آپؐ نے ایک حدیث میں فرمایا: *ان
الحسین علیہ السلام مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ لا ینفکھ*، ایک مسلمان دوسرے
مسلمان کے ساتھ حکومت کا اور بدو یا قبی کا معاملہ نہیں کرتا۔ *غش* کہتے ہیں ملاطبت کرنے کو۔ اس کا
مطلب چروں میں ملاطبت بھی ہے اور معاملات اور تعلقات میں ملاطبت بھی ہے۔ ایک مسلمان
دوسرے مسلمان سے جو کہ معاملہ نہیں کرتا۔ *ولا ینفکھ*، مسلمان دوسرے مسلمان کے مال
میں خیانت نہیں کرتا۔ یہ خیانت کا دوا بھی بدو سے ہے۔ خیانت صرف مال کی نہیں ہوتی۔ خیانت کا
بڑا پہلو بھی ہے کہ مال میں شیئ دین میں یا مال میں خیانت کی جائے۔ لیکن خیانت کا دوا ہونے کی
کے دوسرے بہت سارے معاملات تک پہنچتا ہے۔ صرف ایک بات سے سمجھ لیں کہ خیانت کا دوا
نکاح سے ہے۔ مثال کے طور پر چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: *اَلْمُسْلِمُ
مُؤْمِنٌ (ترمذی رقم ۲۵۷۴)* ایک آدمی نے آپؐ سے حضورؐ کو پوچھا کہ آپؐ کی خیانت داری
سے حضورؐ نہیں دے رہے تو یہ خیانت ہے۔ کسی معاملہ میں ایک مسلمان نے آپؐ پر اعتماد کیا اور
حضورؐ مانگا۔ آپؐ سمجھ رہے ہیں کہ اس کے لیے مفید حضورؐ کو سمجھ رہے ہیں آپؐ کی پہنچتی کسی مصلحت
سے اپنے کسی مفاد کی وجہ سے غلام حضورؐ دے رہے ہیں تو یہ غلام حضورؐ دینا خیانت ہے۔

مثلاً اگر اس کو بڑا دوا دینے والا ہو تو وہ دیکھیں کہ آپؐ ایک آدمی کو منتخب کر رہے ہیں کسی کو آپؐ
نے دوا دینا ہے اور آپؐ سمجھتے ہیں کہ یہ آدمی اس کا کافی نہیں ہے آپؐ اپنے کسی مفاد کی وجہ سے
اس کے حق میں رائے دے رہے ہیں تو یہ بالکل خیانت ہے۔ *ان اللہ ینسخر حکم ان تو دوا
الاسماء الی اهلہا (نساء ۵۸)* انہیں غم رہتا ہے کہ ان باتوں کے حق میں دوا دینا کہ
اس میں برا نہ آ جاتی ہے چاہے یہ حکم کی امانت ہو مال کی امانت ہو دوا کی امانت ہو حضورؐ کی

امانت ہو گئی تھی امانت ہو۔ یعنی آپ ایک جگہ دھوٹ دے رہے ہیں اور گتھے ہیں کہ جس کو دھوٹ دے رہا ہوں یہ اس بات کا اہل قہمیں ہے لیکن برادری کا مسئلہ ہے جڑے کا مسئلہ ہے یہ بالکل طہانت ہے تو طہانت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ میں نے یہ چند مثالیں اس لیے دیں کہ طہانت صرف مال کی نہیں ہوتی۔

فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان سے طہانت طہانت اور دھو کہ نہیں کرتا۔ ولا بغذابہ، مسلمان دوسرے مسلمان کی قیمت بھی نہیں کرتا۔ قیمت پر پہلے کسی بات ہو چکی ہے۔ قرآن کریم نے بھی جہاں مسلمانوں کو بھائی بھائی کہا تو ہیں یہ بھی کہا کہ ولا بغضب بعضکم بعضا (الحجرات ۱۳: ۳۹) مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ اس کے عیب کا کسی دوسری جگہ با ضرورت نہ کہ نہ کیا جائے۔ قرآن پاک نے قیمت کی احکامات فرماتے ہوئے اس کی تشبیہیں دی ہیں۔ بحسب احدکم ان باسکل لحم احدہ، مہذا فکرمہم۔ بھائی کی لاش پی نہ ہو تو اس لاش سے گوشت تو بیچ کر کھاؤ گے؟ کہ قیمت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کی لاش سے گوشت تو بیچ کر کھانا۔

قیمت کا گمانہ

میں نے عرض کیا تھا کہ قیمت کہتے ہیں اس بات کو کہ کسی شخص کی کوئی عیب موجود ہے اور آپ با ضرورت اس بات کا کسی جگہ نہ کہ کر رہے ہیں۔ مگر وہاں عام طور پر قیمت اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی کے خلاف کوئی بھائی بھائی نہ کہ نہ کرنا۔ قیمت نہیں ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ قیمت کہہ کر نہ کہہ کرے تو ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ! کسی میں اگر وہ عیب ہو تو قیمت ہے ان کے کہ ان میں یہ تھا کہ کسی شخص میں یہ عیب نہیں ہے اور ہم نہ کہہ کر رہے ہیں۔ فرمایا! کیا نام قیمت ہے۔ اگر اس میں وہ خرابی نہیں ہے آپ کسی جگہ اس کا نہ کہہ کر رہے ہیں اور جو بھائی ہے نہ کہ نہ کہہ کر رہے ہیں بہت بڑا عیب ہے۔ (مسلم، رقم ۳۶۹۰) ایک آدمی اس کوئی عیب کی یا عیب نہیں ہے اور آپ اس کا نہ کہہ کر رہے ہیں تو یہ عیب حاسہ بہا بہت بڑا ہے۔ قیمت کہتے ہیں اس بات کو کہ کسی شخص میں ایک عیب موجود ہے اور آپ اس کا با ضرورت

نہ کہہ کر رہے ہیں۔ میں نے ایک جگہ ساتھ کہا ہے با ضرورت ضرورت کے مقام پر اس کا ذکر درست ہے۔ مثلاً آپ کو دھات کے کسی کپڑے میں کسی شخص پر کوئی دہی ہے تو وہاں یہ قیمت شمار نہیں ہوگی۔ یعنی کسی کپڑے کا فیصلہ آپ کی بات نہیں، جو دہی ہے تو وہاں آپ کسی شخص کی کپڑے سے متعلقہ طریقہ کا ذکر کر سکتے ہیں۔ غیر متعلقہ باتیں آپ کی بات نہیں کر سکتے۔ یا پھر مثال کے طور پر کسی شخص کی کسی بات سے کسی کو نقصان پہنچے کا غور ہے تو آپ اس کے غور سے دوسرے شخص کو آگاہ کر سکتے ہیں۔ یہ سب غرض ہے۔ لیکن یہ بالکل آپ کی بات ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

قیمت تو یہ ہے۔ ہاں عام ہے۔ ہمارا عجری ہے کہ جہاں دواغ دہی پینچے ہیں وہاں کوئی تیسرا نہ کہہ کر رہا ہے اور اس کو پوری طرح بے غرض ہے کہ میں ہم کوئی کر چھوڑ رہا ہوں۔ یہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ مسلمانوں کے باہمی حقوق کے خلاف ہے۔ فرمایا ولا بغضہ ولا بسخونہ ولا بغذابہ۔

ایک اور روایت میں یہ بات اس طرح فرمائی: المسلم احوا المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ (بخاری ۲۴۷۳) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہیں کرتا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو رو نہیں کرتا۔ ولا یسلمہ، یہ با ضرورت جملہ ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کے خلاف کسی نہیں کرتا کہ اس پر ظلم کرے اور یہ بڑا گرفتار دیکھتا رہے۔ اس کو دشمن کے سپرد بھی نہیں کر دیتا کہ اس کے ساتھ جو عمر حق کرے۔ یہ حضورؐ نے مسلمانوں کے آپس کے حقوق بیان فرمائے۔

اسلام و ایمان کا روحانی مفہوم

پھر ایک جگہ ارشاد فرمایا: ساحبکم من المسلم من المؤمن من المؤمنین۔ جس شخص میں ایمان ہو تو اس میں ایمان ہے، مسلم کون ہے اور مہاجر کون ہے۔ مسلم مسلمان کو کہتے ہیں۔ مؤمن ایمان والا شخص اور مہاجر ہر اللہ کی رضا کے لیے ہجرت کرے۔ اس کا اصطلاحی اور معروف معنی تو یہ ہے کہ وہ مدنی بھی خود حضورؐ نے کیا ہے۔ حدیث جبریل میں حضورؐ نے پوچھا کیا کیا رسول اللہ! ما الايمان؟ ایمان کیا ہے؟ فرمایا: ان تؤمن بالله و ملائکته و کتبه و رسله

والہوم والاخر والقدیر خیر وشرہ ایمان ہے کہ تم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کنویں پر اس کے رسولوں پر قیامت کے دن پر اللہ کی طرف سے اچھی اور بری اللہ پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے پر ایمان لانا اور اسلام کے بارے میں فرمایا کہ: ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وتقيم الصلوة وتؤتي الزکوۃ وتصدق رمضان ونسبح البیت ان استطعت الیہ سبیلا (مسلم، رقم) اسلام یہ ہے کہ کھلے کان قرآن کو تلاوت پر آمادہ ہو اور رمضان کے روزے رکھو اور اللہ کے مگر کاجی ادا کرو۔

حدیث جبریل میں حضور نے یہ مطلب بیان فرمایا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان یا تین یقین پائے ہو۔ مسلمان وہ ہے جو اسلام کے احکامات کی عمل کرتا ہے۔ اور مہاجر کہے کیجئے ہیں؟ ہجرت کا معنی یہ ہے کہ ایک آدمی ایک جگہ رہتا ہے اور وہاں وہ اپنے دین پر آزادی سے عمل نہیں کر پاتا تو وہ اس جگہ سے اسکی جگہ پر ہجرت کر جائے جہاں وہ اپنے دین پر آزادی سے عمل کر سکے۔ ایک آدمی کو ایک جگہ نماز پڑھنے کی قرآن کریم کی حاکم کرنے کی اور دیگر شعائر اسلام پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے تو اس کے لیے اسلام کی رو سے وہاں رہنا ناجائز نہیں ہے۔ وہ وہاں سے نکال دیا جائے گا۔ جہاں وہ شعائر اسلام پر آزادی سے عمل کر سکے۔ اس طرح ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جانے کے عمل کو ہجرت اور ایسے محض کو مہاجر کہتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے حضور نے خود مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور یہاں سے صحابہ نے مکہ سے حبشہ کی ہجرت کی۔

مومن مسلمان اور مہاجر کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ حضور نے حدیث جبریل میں بیان فرمایا کہ میں یہاں ایک اور معنی حضور نے فرمایا ہے کہ ہم من المسلم من المومن من المهاجر۔ میں جہیں جاتا ہوں کہ مومن کون ہے؟ مومن کون ہے اور مہاجر کون ہے۔ فرمایا: المسلم من مسلم المسلمون من المسلم وبندہ۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ کسی دوسرے کو ضرر نہ دینے کی ادنیٰ چیز ہیں۔ آدمی آزادانہ سے کسی کو نقصان پہنچانے کا یا ہاتھ سے نقصان پہنچانے کا۔ اگر مسلمان مسلمان کو دلا ہے اور موسائی کے پانی کو اس کے شر سے محفوظ ہے تو وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہے۔ مگر فرمایا: والمومن من اعتمد الناس علی

موالہوم وحب الہم۔ مومن وہ ہے جس کو لوگ اپنے مالوں اور جان پر بھروسہ کرنا اور اس میں یقین رکھیں۔ لوگوں کا اس پر اعتماد ہو کہ یہ میں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ واللہ اعلم من ہجر العطاہا والسنسوب۔ ہجرت کا لفظی معنی ترک کرنا ہے۔ مگر صحابہ نے اسے جو گناہ اور برائی کو ترک کر دے۔ حضور نے ایک اصطلاح کے دو معنی بیان فرمائے۔ ایک تو ظاہری معنی اور دوسرا اس کی روح۔ مومن ظاہر اور وہ ہے جو اللہ رسولان فرشتوں اللہ کی کنویں قیامت کے دن اچھی بری اللہ پر اور مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں ایمان رکھتا ہے، لیکن اپنی روح کے اعتبار سے مومن وہ ہے کہ جس کا ایمان اتنا پختہ ہو کہ اسے خود اور کو لوگ اسے اپنی جانوں اور اپنے مالوں پر ایمان رکھیں اور اس پر اعتماد کر لیں۔ مسلمان ظاہر اور وہ ہے جو کھلے ہاتھ سے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کا کاج کرتا ہے، لیکن اپنی روح کے اعتبار سے مسلمان وہ ہے کہ جس کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

صوفیہ کے کرام کا فلسفہ

حضرات صوفیہ کے کرام کا فلسفہ بھی جیسا ہے۔ وہ ایک چیز کے ظاہری معنی کے ساتھ اس کی روح کو بھی بیان کرتے ہیں۔ یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ مثلاً ایک عمل ہے نماز پڑھنا۔ نماز کے ظاہری ارکان کیا ہیں؟ قیام ہے، رکوع ہے، سجدہ ہے، قعدہ ہے۔ ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی، لیکن جب آپ کسی اللہ والے سے پوچھیں گے تو وہ آپ کو یہ تلقین کرے گا کہ نماز میں توجہ پوری ہو تو شروع مخصوص ہوا تلقان بات نماز میں ہو اور تلقان نہ ہو۔ وہ نماز کے اور اوصاف بیان کرے گا کہ اگر آپ کو نماز کی روح سے آشنا کرے گا۔ اسی طرح روزہ روزہ کیجئے۔ روزہ کا عام معنی یہ ہے کہ آدمی بھری سے غذا نہ کھائے پینے کی چیزوں سے اور ذاتی تعلقات سے بچا رہے، لیکن اللہ والے آپ کو روزہ کی روح سے آگاہ کریں گے کہ خیالات کو پاک رکھو یعنی ہاتھ کو بھی ٹھیک رکھو لکھنا بھی صحیح رکھو کانوں اور زبان کا بھی ٹھیک استعمال کرو۔ تو یہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ جس طرح ایمان اور اسلام کے ظاہری معانی بیان فرمائے، اسی طرح ان کی روح بھی بیان فرمائی۔

اور پھر بعد میں حج کیا۔ صحابہ کرام نے بھی پہلے عمرہ کیا اور پھر حج کیا۔ لیکن اس میں فرق تھا۔ اس زمانہ میں یہ معمول تھا کہ مساجد حق اپنے گھر سے قربانی کا جانور لے کر چلتے تھے کہ پاں ملی میں ذبح کر دیں گے۔ یہ کوئی فرض واجب نہیں ہے لیکن ایک اچھی بات ہے۔ اس کو ہدی کا جانور کہتے ہیں اور اس کا یز او ثواب اور اجر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہدی لے کر گئے تھے۔ پھر یمن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تو وہ بھی حضورؐ کے لیے ہدی کے جانور لے کر آئے۔ آج کل ایسا کرنا مشکل ہے۔ مسودہ اسلئے کر سکتے ہیں لیکن باہر والے نہیں کر سکتے۔ یہاں سے آپ گائے یا اونٹ لے کر جانا چاہیں گے تو مشکل ہو جائے گا۔ لیکن بہر حال اگر کوئی لے جاسکے تو بڑے اجر و ثواب کی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی صحابہ کو حکم دیا کہ جو لوگ ہدی کا جانور ساتھ لائے ہیں وہ ہجرت جب تک ہدی کا جانور قربانی والے دن آنا نہیں ہوگا جب تک وہ اپنے احرام نہیں کھولیں گے اور ان کا جو حج ہے وہ حج قرآن ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے عمرہ وادھا کیا اور پھر احرام میں بھی حج کیا اور کیا۔ ایک ہی احرام میں عمرہ وادھ کر دوں اور اسے گواہ کرنا کہتے ہیں۔ اس کی نیت انہیں اس کی کرنی ہوتی ہے کہ یا اللہ میں عمرہ وادھ کر دوں حج کی نیت کر رہا ہوں۔ حضورؐ نے غزوہ بدر کی فتح اور سب سے زیادہ اجر اور ثواب اسی کا ہے۔ یہ کام بڑا مشکل احرام کی پابندی قائم رکھنا آسان نہیں رہتا لیکن اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ بہر حال باقی صحابہ کو حضورؐ نے حکم دیا کہ عمرہ وادھ کرنا اس کے بعد احرام کھول دو اور عام کپڑوں میں احرام کی پابندی نہ کرنا۔ یہ سن کر پھر چلو پھرو۔ یہ امتزاج یہ یعنی ۸ ذی الحجہ کو پھر احرام باندھنا اور کراہی کرنا۔ اس قسم کے حج کو حج تمتع کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی ہے یمننکم تسمتع بالعمرة فمن اتم من الہدی (۱۶۶/۱۶۷) حج ذرا سکوت والا ہے کہ اس میں نہیں جانے والا صرف نیت کی عمرہ کے جانے کو پھر عمرہ وادھ کر کے احرام کھول دے۔ اس کے بعد حج کے دن آئیں تو حج کے لیے پھر ایک سے احرام باندھیں۔ اگر کسی شخص نے حج اور عمرہ کی انہی نیت کر لی ہے تو وہ حج قرآن ہو جائے گا اور اگر کسی شخص نے صرف حج کی نیت کی ہے تو وہ حج کی تیسری قسم ہے حج تافیر کہتے ہیں۔ اور اس میں بھی نہیں کھلے گا

جب تک حج اور عمرہ کے جانور دینے والے ہیں۔ اس کے لیے صرف عمرہ کی نیت کی ہے تو پھر عمرہ اور عمرہ کے بعد احرام کھولنے کی اجازت ہے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدی کے جانور ساتھ لے کر گئے اور فرمایا کہ میں اگر ہدی کے جانور ساتھ لانا ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا لیکن میں چونکہ ہدی کے جانور ساتھ لایا ہوں اس لیے میں احرام میں کھولوں گا اور تو کم عمرہ وادھ کر کے احرام کھول دو۔ پھر بعد میں حج کے لیے ایک احرام باندھ لیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن سے آئے ہی وہ حضورؐ سے ملے تو حضورؐ نے پوچھا کہ تم احرام باندھتے وقت کیا نیت کی تھی؟ کیا یا رسول اللہ! میں نے تو نیت کی تھی کہ جو نیت امام کی رہی نیت میری۔ یعنی میں نے نیت کی تھی کہ جو نیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے وہی نیت میری ہے۔ آپؐ نے پوچھا ہدی ساتھ لائے ہو؟ کیا یا رسول اللہ! لایا ہوں۔ فرمایا اٹھک ہے تم احرام اب میرے ساتھ ہی کھولو گے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یمن سے ہی آئے تھے۔ ان سے حضورؐ نے پوچھا کہ ابو موسیٰ کیا نیت کی ہے؟ کیا یا رسول اللہ! میں نے بھی وہی نیت کی ہے جو آپ کی نیت ہے۔ میں نے احرام باندھتے وقت نیت کی تھی کہ یا اللہ! جو نیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے وہی نیت میری ہے۔ حضورؐ نے یہ تقریباً فرما دیا ہے تھے ابو موسیٰ اشعری یمن سے آئے تھے۔ آپؐ نے پوچھا ہدی کا جانور ساتھ لائے ہو؟ کیا یا رسول اللہ! وہ تو ساتھ نہیں لے کر آیا۔ فرمایا تم احرام کھول دو تمہاری نیت میرے والی نہیں ہے۔ یعنی حضرت علیؓ کو ہجرت دے دی کہ چونکہ تم ہدی کا جانور ساتھ لے کر آئے ہو اس لیے تم میرے ساتھ ہی حج کے بعد احرام کھولو گے۔ اور ابو موسیٰ چونکہ ہدی کا جانور ساتھ نہیں لائے تھے اس لیے ان سے کہا کہ عمرہ وادھ کر کے احرام کھول دو اور پھر حج کے لیے ایک سے احرام باندھنا۔

یہ ایک تبدیلی آئی تھی عرب معاشرے میں حج اور عمرہ کے حوالے سے۔ اس سے پہلے حج کے دنوں میں حج کے سینے میں عمرہ وادھ کر کے لوگوں میوہ بکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ حج کے دنوں میں صرف حج کو رہا باقی سارا سال عمرہ کے لیے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ کہا کہ پہلے

جہاں باقی لوگ کرتے ہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔

نگئے طواف کی جاہلی رسم

چہودارح کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد مدیجی قزویؓ اس کا مکان تو پہلے ہی فرمایا تھا قریش نے اپنا ایک اور اختیار قائم رکھا اور تھا وہ یہ تھا کہ بہت سے قبائل کے لوگ اس زمانے میں بیت اللہ کا طواف کرتے تھے نگئے طواف کرتے۔ مرد مدیجی اور غمر بنی عمروؓ نے ہمارے ہم سے کوئی گفتگو نہیں ہوتی تھی جبکہ مرد باطل نگئے ہوتے تھے۔ دلیل ان کی یہ ہوتی تھی کہ ہم نیچرل حالت میں چارے ہیں۔ انہوں نے شاید اسے کوئی نیچرل لپک بکھڑکا تھا۔ کہتے تھے کہ جس حالت میں ہم دیکھا میں آئے تھے اسی حالت میں ہم اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہیں۔ قریشی جس کو چاہتے تھے کہ اس پر دانتے تھے قریشیوں نے اپنا یہ اعزاز رکھا اور تھا کہ وہ جس کو کرتا چارہ دے دیاں وہ بہن لیتا تھا جبکہ باقی غیر کپڑوں کے ہی رہتے تھے۔ اس بات کو بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا کہ مجھے قریش نے لباس پہنا دیا ہے۔ بہر حال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اعلیٰ حالت میں طواف کرنے کو قسم ہی کر دیا تھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ذریعے اس کا اعلان اس سے پہلے ہی کر دیا تھا۔ ہجری کو ہی کر دیا تھا کہ اگلے سال کوئی مرد یا عورت اس حالت میں طواف نہیں کرے گا۔ حجرت کے لیے ہر ایسا ضروری ہوگا جبکہ مرد کے لیے دو چادریں ہر دم میں ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر قزوی۔

اسلام کا نظام سیاست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں چہودارح کے موقع پر اور دیانت فرمایا، ان میں ایک دیانت یہ بھی تھی کہ آپؐ نے فرمایا: اصنعوا واطيعوا وان امر علیکم عبد حیثی مسدد ع الاثم فیکم کتاب اللہ۔ بات سنو اور بات مانو۔ یہ نہ گھوڑو کہ تمہارا امیر کون ہے۔ کالا ہے گھوڑا ہے عمر ہے بھی ہے اپنے امیر کی بات مانو۔ اگرچہ تم پر ناک کا حق بھی ظالم امیر مان دیا جائے تو اس کی اطاعت کرو۔ یہ ناک کا ہونا ایک بھروسہ ہے۔ ہاں شرط یہ ہے: نظام فیکم کتاب

اللہ، یا کہ کتاب اللہ کے مطابق تم پر حکومت کرتا ہے تو تمہاری اطاعت لازم ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول بیان فرمایا کہ امیر کے لیے کتاب اللہ کا پابند ہونا ضروری ہے باقی جو لوگوں کے اختیارات ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی تبدیلی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کی۔ خلافت کی بات اس پر بڑی بحث کرتے ہیں۔ حضور مکران بھی تھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کیا سلسلہ ہے؟ ہم اس کو خلافت کا سلسلہ کہتے ہیں۔ خلافت کا سلسلہ معنی خلافت ہے، لیکن یہ خلافت نبوت کی ہے؟ یا اللہ اور بڑا امیر کی فرق ہے۔ اللہ کا خلیفہ یا رسول اللہ کا خلیفہ دونوں میں بڑا اور غیر نبوی فرق ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ایک شخص نے کہا یا ایسا خلیفہ اللہ، اسے اللہ کے خلیفہ فرمایا لیست بخلیفۃ اللہ ولکنی خلیفۃ رسول اللہ (مصحف ابن ابی شیبہ رقم ۴۰۸۸ ص ۳۷) انہیں بھی اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں اس میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوں۔

اللہ کا خلیفہ ہونے کا مطلب ہے کہ بندہ اللہ کا نمائندہ بن کر حکومت کرے۔ اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا نمائندہ ہوں، یعنی اللہ کا نمائندہ۔ وہ جو کہ دے وہ وہاں کی طرف سے سمجھا جائے۔ امام کے اللہ کا نمائندہ ہونے کا بھی یہی مطلب ہے۔ یعنی اس کا اللہ سے جوڑ ہے جو کہ اللہ کی طرف سے کہا تسلیم ہوگا اور اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دو باتیں بڑی وضاحت سے کیں۔ پہلی بات یہ کہ لیست بخلیفۃ اللہ ولکنی خلیفۃ رسول اللہ۔ میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں بلکہ میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوں۔ مجھے کوئی خدائی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میں تمہارا امیر بنادیا گیا ہوں لیست بخیرکم، میں تم میں سے بہترین ہوں تمہارا صیہا ہی ہوں۔ یہ ان کی عاجزی اور ذلت تھی۔ امرت علیکم، تم پر امیر بنادیا گیا ہوں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق چلوں گا۔ اگر میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق چلوں تو میرا ساتھ دو۔ وان انا زلت فقومونی، ہمارا میں نیز چلوں تو مجھے میرا کردو۔ (طبرانی المعجم الاوسط رقم ۸۵۹۷) میں خدا کا نمائندہ نہیں ہوں رسول اللہ کا نمائندہ ہوں۔ حضور کا خلیفہ ہوں۔ قرآن کریم اور

(ترجمہ، رقم ۲۱۸۶) جیسے انکار سے باہر میں لیا ہو۔ حضورؐ نے قتلوں کی سیکڑوں نوچیں بیان فرمائیں۔

مسک و جال کا قتلہ

ان میں سے ایک بڑے قتلے کا ذکر حضورؐ نے جہاد و دفاع کے موقع پر کیا۔ اس کو جال کا قتلہ کہتے ہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعائیں دجال کے قتلے سے پناہ مانگتے تھے اور میں بھی اس کی تلقین فرمائی ہے۔ اعوذ بک من فتنة المسيح الدجال (بخاری، رقم ۵۸۹۶) میں مسک و جال کے قتلے سے پناہ مانگوں گا۔ مسک دو غصہ خیزوں کا لقب ہے۔ دونوں ایک ہی زمانہ میں آئیں گے۔ دونوں کا ٹھکانا ہوگا ایک مسک دوسرے مسک کو قتل کر دے گا۔ دونوں کو کٹا کہا گیا ہے۔ ایک مسک اللہ جال اور دوسرے مسک ان مریم طیبہ باصلہ و باعصمت۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بڑی تحصیلات بیان فرمائی ہیں۔ تحصیلات کا یہ موقع نہیں ہے۔ فرمایا کہ قتلہ بہت بڑا دجال امت میں آئے گا اور دجل اور قتلہ بچائے گا۔ دھامت کی ایک بڑی قتلہ اور کٹر اور بڑے گا۔ آپؐ نے امت کو خبردار کیا کہ اس سے بچنا۔ دہائی کہتے ہیں کہ ذکر المسیح الدجال و الحطب فی ذکرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جال کا بڑا تحصیل سے ڈر کیا۔ اس کی نشان دہی بیان نہیں اس کی علامتیں بیان نہیں۔ اور فرمایا ما بعث اللہ من نبي الا وادعاه لفسده فومه اللہ کے ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس کے قتلے سے خبردار کیا ہے۔ اور میں بھی نہیں خبردار کرتا ہوں اور جہیں ایک بات ذرا بتاتا ہوں کہ وہ تم میں آئے گا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جہاں سے بعد کوئی امت نہیں۔

میں نے عرض کیا کہ امت میں آنے والے قتلے علم و دین کا مشعل شیعہ ہیں۔ حدیث کی کوئی کتاب کہیں کر دو کیوں آپ کو ایک مشعل باب سے لگا۔ باب احسن اور کتاب احسن وغیرہ کے نام سے۔ ان میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی ارشادات مذکور ہیں جو قتلوں کے حوالے سے ہیں۔ اور میں کیا اور ذکر کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ علف کو گوں کا علف ذوق عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام میں یہ ذوق حضرت حذیفہؓ کا تھا۔ جس طرح احادیث کا ذکر تاہم ہر دکان ذوق حقاقرآن

کریمؐ کی تحریر کتاب میں حضرت ابن عباسؓ کا ذوق تھا۔ استنباط لانا ہے۔ حضرت عمرؓ لائن مسعود کا ذوق تھا۔ قرأت حضرت ابی بن کعبؓ کا ذوق تھا۔ علف مسک کا علف ذوق تھے۔ قتلوں کے حوالے سے باہم معلوم کرنا اور دوسروں کو بتانا حضرت حذیفہؓ کا ذوق تھا۔

حضرت حذیفہؓ کا ذوق

حذیفہؓ ان میں سے ہیں جن کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: کسان الناس بسا لون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر و کنت اسأله عن الشر (بخاری، رقم ۳۳۷۸) حضورؐ کے بانی صحابہ حضورؐ سے جب پہچنے کوئی خبر کی بات پہچنے اور میں جب یہ پتا نہ تھا کہ بات پہچتا۔ کیا مطلب؟ شر سے مراد یہ ہے کہ با رسول اللہ اخبریاں کیسے پیدا ہوں گی؟ قتلے کیسے پیدا ہوں گے؟ ان قتلوں اور فرمایاں سے ہم نہیں نہیں گئے؟ کہا کہ اس طرح اس کی باتیں زیادہ ہی پتا تھا۔ چنانچہ بخاری کی روایت ہے اسیر انوشین حضرت عمرؓ ان الخطاب پہنچے ہوئے تھے صحابہؓ کی مجلس تھی۔ آپؐ چلا کر بھی قتلے میں سے کون آدنی کے جو قتلوں کے بارے میں حضورؐ کے ارشادات کا بارہ جانا ہے۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا: اے ابی میں ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے بھی یہی لگتا تھا کہ جہیں ابی اس بارے میں زیادہ پتہ ہوگا تو پھر میں بتاؤ کہ قتلوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔ یعنی جب قتلے شروع ہوں گے تو کیا ہوگا؟ حضرت حذیفہؓ نے لگتا تھا کہ حضرت امیں سے حضورؐ سے بہت سی باتیں باہم ہی پہنچیں تھیں۔ بعض قتلے ہیں کہ جن کا شمار دہلا مارا زور دے گا ذوق مسک و غیرہ ہے۔ یعنی کوئی مسلمان غصہ طور پر کسی قتلے کا ذکر نہ کرے کہ ان کا شمار دیکھا جائے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں ابھی ان میں ان قتلوں کے بارے میں یہ چہرہ ہاں تو ابھی قتلوں کے بارے میں یہ چہرہ ہاں۔ توجہ کموج البحر، میں جس قتلے کے بارے میں یہ چہرہ ہاں وہ تو سمندر کی موجوں کی طرح جوش مارتا ہوگا۔ میں تم سے غصہ خیزوں کے بارے میں نہیں یہ چہرہ ہاں تو حضرت حذیفہؓ نے لگتا تھا کہ حضرت آپؐ تسلیم نہیں آپ کے ان قتلوں کے وہاں ایک بڑا مضبوط دھارہ ہے اور دوسرا دھارہ ہے۔ حضرت عمرؓ کو لگے کہ یہ بات خود ان کی ذات کے

چیز میں چھوڑ کر چار باہوں جب تک ان ۱۰ چیزوں کو ہم مضبوطی سے تھامے رکھو گے مگر انہیں ہو گے۔ مگر اسی وقت ہو گے جب ان کو چھوڑ دو گے قرآن کریم اور مسند رسول۔

ایک اور روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ایک اور احادیث سے بیان فرمائی: حضرت علی کریم اللہ وجہ سے روایت ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہائی علی الناس الزمان، ایک دنیا بانی آئے گا، انقطاع المعيشة فيه الا بالمعصية، گناہ کا بغیر زندگی بسر کرنا کسی کی طاقت میں نہیں ہوگا۔ ہر طرف گناہ کا دور دورہ ہوگا۔ زندگی گزارنے کا جو طریقہ بھی اختیار کرو گے تمنا اس کا بغیر ڈالے ہو گے ہوگا فرمایا: فسادا کسان کذلک الزمان فعلیکم باللہرب، جب ایسا زمانہ آئے گا تو تم بھاگ چانا۔ عقلی تر یہ کہیں ہے۔ 'عسرب' بھاگنے کو کہتے ہیں۔ اگر ایسا زمانہ آئے گا تو تم فرار نہ کرنا ہے کہ بھاگ چلاؤ۔ بھاگ کر کدھر جائیں؟ فرمائی اگر کسی شہر میں ہو تو شہر چھوڑ جائیں ملک میں ہو تو ملک چھوڑ جائیں۔ ایک برا مقام میں ہے تو برا مقام چھوڑ دیں لیکن آپ تو زمانہ فرما رہے ہیں۔ پھر اگر ایک علاقہ میں ایسی بات ہو تو علاقہ چھوڑ دیں کیونکہ ہر جگہ تو اسی کام ہے کہ ایک عکاسی نظریات کی رو سے زندگی گزارنا ممکن نہ رہے تو چھوڑ کر دوسرے علاقے میں چلے جائیں۔ لیکن آپ تو فرما رہے ہیں: اذا کسان کذلک الزمان کہ جب ایسا زمانہ آئے گا تو آپ نے اسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ فعلیکم باللہرب الی اللہ والی کتاب اللہ والی سنة نبیہ۔ (الدہلی)۔ انھوں نے یہاں اور رابطہ ہے ۸۶۸ھ کی کتاب اور اس کے ذخیرہ کی طرف بھاگ کر چلاؤ۔ یہ تمہاری پناہ گاہ ہوگی۔ لیکن اگر دشمنوں کی رائے میں جب ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا جب مسلمان کے لیے اپنے علاقہ کو بچانا مشکل ہو جائے گا جب ہر طرف سے فتنے مسلمان کو گھیر لیں گے اور مسلمانوں کے لیے ان کا یہاں اور مشکلات ہوں گی تو اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی سزا تمہاری پناہ گاہ ہوگی۔ اس طرف بھاگ کر آؤ گے تو بچاؤ کے ارادہ نہ بنائیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔

تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس واسمعوا قولي، لوگو میری بات سمجھو میری بات سنو۔ کسی قدر سبغت، میں نے اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔

و ترکت فیکم، اور میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ ان کے سامنے یہ، اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھام لیا لیکن تغلوا الیہا، کبھی مگر انہیں اس سے نہ فرمائی: کتاب اللہ و سنة نبیہ، اللہ کی کتاب اور اللہ کے پیغمبر کی سنت۔

حضرات محترم! جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جودودارح کے موقع پر جو ارشادات فرمائے ان کے ہر کلمہ میں ہم کو نہ صرف کہ غلبہ جودودارح کا چلن چلن میں ملے گا آپ کے سامنے عرض کیے ہیں۔ یہ سب اس مسئلہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

انسانی حقوق کا پہلا عالمی منشور

آج دنیا میں انسان کی معاشرتی و مدداریوں اور حقوق کے حوالے سے اقوام متحدہ کا بیس کن رٹنٹس پارلیمنٹ اہمیت رکھتا ہے۔ وہ اسلامی طور پر ایک بڑے مسئلے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور بعض حوالوں سے وہ مکمل ہے مگر، جبکہ بہت سے حوالوں سے یہ اسلامی تعلیمات سے ٹکراتا بھی ہے۔ لیکن اگر ہم اس رٹنٹس کو دیکھیں جو پچھوچھو سال میں ہوا ہے یعنی تیرہ سو سال بعد دنیا میں اصولوں پر آئی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی رہنمائی کے یہ اصول تیرہ سو سال پہلے میں ہی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے تھے۔ اور یہ انسانی برادری کے حوالے سے تھے کسی علاقہ یا نسل کے لیے نہیں تھے۔ آج لوگ جو پچھوچھو سال کے بعد اور تیرہ سو سال کے بعد دیکھتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ نسل رنگ و نسل اور قومیت سے بالاتر ہو کر سب سے پہلے جس شخصیت نے دنیا کو خطاب کیا ہے اس کا نام محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے حضور نے جب سب سے پہلی رحمت دی تو یہ کہہ کر خطاب ہوئے: یا ایہا الناس فقولوا لا الہ الا اللہ تغلحوا (مسند احمد رقم ۱۵۳۸۸) اے لوگو! کوہ کوہ کے سوا کوئی عبادت کے والی نہیں! کہ نام تمام ہو چلا ہے۔ آپ کے مخاطب عرب اور کی تھے۔ یہ بالکل ابتدائی رحمت تھی۔ ابھی دو چار لوگ ہی مسلم ہوئے تھے۔ اس وقت بھی حضور نے نہ عرب کا نسل اختیار کیا نہ قریش کا نہ نفع کا بلکہ کیا: ایہا الناس اس لیے میں نے عرض کیا کہ تم کو یہاں سب سے پہلے گواہ بنائیں گی بات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ آپ نے تو رنگ نسل اور علاقہ سے بالاتر ہو کر نسل انسانی کا خطاب کیا۔ اور

صرف مخاطب ہی نہیں کیا بلکہ اس کے اصول بتائے ہیں اس کے ضوابط بتائے ہیں اختراقیات بتائی ہیں اور عملی طور پر ایک سو سائنسی بنا کر دکھائی ہے۔

جناپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ مبارکہ جتنی اقسامیت کا پہلا اور سب سے جامع منشور تھا آج بھی اہل اسلام کے لیے اور نئے انسانیت کے لیے یہی منشور رہنا منشور ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم اس کو پیش کرنے کے قابل ہو جائیں۔ بنی حق بات کہہ سکیں۔ ایک یہ ہے کہ شائع کر کے دنیا تک پہنچا دینا ایک یہ ہے کہ ہم عملی طور پر اس کا منہ فاش کر سکیں، عوام فاش کر سکیں۔ لوگ ہمیں دیکھ کر سمجھیں کہ یہ لوگ اس منشور پر عمل کرنے والے لوگ ہیں تو پھر آج بھی یہ منشور دنیا کے لیے حیات اور ان کا نظام ہے۔ لیکن یہ موقوف اس پر ہے کہ کس دن ہم اپنے قول و عمل اور کردار کے حوالے سے دنیا کو حجت دینے کی پوزیشن میں آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں اور ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔
ہوئے ہمیں قرآن کریم اور مسند رسول پر صحیح طور پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

AF-819

AF-819

طوبی ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفر نامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com